صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

جماعت احمدیہ کی تاریخ صحافت میں ایک اور سنہری باب کا اضافہ

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل لندن

کے

اجراء پر عالمگیر جماعت احمدیہ کے احباب کو مبارکباد

(تفصیل اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

دیکھو میرے دوستو!
اخبار
شائع ہو گیا
الہام حضرت مسیح موعود
(۱۱ فروری ۱۹۰۶ء۔ تذکرہ صفحہ ۵۹۶)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کا خصوصی پیغام

اخبار "الفضل" سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور خلافت میں حضرت مصلح موعود کے ذریعہ ۱۸ جون ۱۹۱۳ء کو جاری ہوا۔ اس وقت آپ منصب خلافت پر مامور نہیں ہوئے تھے اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آج وہی "الفضل" کا پرچہ جس کا آغاز بہت سادگی سے غالباً چند سو پرچوں سے ہوا تھا نئی آب و تاب اور شان کے ساتھ نئے عالمی دور میں داخل ہو رہا ہے اور لندن سے اس کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی اشاعت کا آغاز ہو رہا ہے۔

الفضل کے لئے حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) نے اپنی زمین کا ایک ٹکڑا بیچ کر اور حضرت امی جان (حضرت ام ناصر صاحبہ رضی اللہ عنہا) نے اپنے دو زیور پیش کر کے جنہیں حضرت مصلح موعود نے خود لاہور جا کر فروخت کیا اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے نقد روپے اور زمین کا ایک ٹکڑا دے کر ابتدائی سرمایہ مہیا کیا نیز حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیر جیسے بزرگ نے بھی خصوصی معاونت فرمائی۔

اخبار الفضل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقسیم ہند و پاک سے پہلے برصغیر میں مسلسل بلا روک ٹوک مکمل آزادی کے ساتھ جماعت کی علمی، روحانی اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا رہا اور اس اخبار نے جماعت کے ایک بڑے حصہ کو دنیا کے روز مرہ کے اخباروں سے بھی ایک حد تک مستغنی رکھا کیونکہ عالمی اور ملکی خبریں نہایت عمدہ اور دلچسپ انداز میں اختصار کے ساتھ اس اخبار میں شائع ہوتی رہیں لیکن تقسیم ہند و پاکستان کے بعد جب پاکستان میں ملائیت نے سر اٹھانا شروع کیا تو الفضل پر کئی ابتلاء کے دور آئے اور کئی قسم کی پابندیاں لگنی شروع ہوئیں۔ یہاں تک کہ جنرل ضیاء صاحب کے آمرانہ دور میں تو حتی المقدور الفضل کی آواز کو دبانے اور الفضل کی آزادی پر قدغن لگانے کی ہر مذموم سعی کی گئی حتیٰ کہ ایک لمبا تکلیف دہ دور ایسا بھی آیا جبکہ یہ اخبار مسلسل بند رہا اور پاکستان کی جماعت خصوصیت کے ساتھ مرکزی خبروں کے اس اہم رشتے سے کٹ جانے سے بے چین اور بے قرار رہی۔ تربیتی لحاظ سے بھی خصوصاً چھوٹی جماعتوں میں اس کا منفی اثر ظاہر ہونا شروع ہوا لیکن جماعت احمدیہ نے بالآخر قانونی چارہ جوئی کے ذریعہ الفضل کے اجراء کا حق بحال کرا لیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کی عدلیہ کو جزا دے جنہوں نے جماعت احمدیہ کے معاملہ میں انصاف کا جھنڈا بلند کرنے کی جرأت دکھائی۔

اس از سر نو اجراء کے باوجود وہ مستقل پابندیاں جو ضیاء صاحب کے آمرانہ آرڈیننس کے ذریعے جماعت پر قائم کی گئیں ان پابندیوں سے الفضل اور جماعت کے دیگر جرائد و رسائل کو جو مستقل زخم لگائے گئے تھے وہ اسی طرح ہرے رہے اور رستے رہے۔ چنانچہ آج بھی آپ جگہ جگہ الفضل کی عبارتوں اور جملوں میں جو خلاء دیکھتے ہیں یا بریکٹوں میں بعض غائب عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے یہ سب انہی زخموں کے رستے ہوئے ناسور ہیں۔

جماعت احمدیہ عالمگیر اپنے بہت ہی محبوب روزنامہ کے ساتھ یہ بد سلوکی ہوتے دیکھ کر ہمیشہ کرب محسوس کرتی رہی اور

باقی ٹائیٹل صفحہ

احمدی نوجوانوں کے لئے

ستمبر 1993ء

تبوک 1372ھش

جلد 40 شمارہ 11 قیمت 4 روپے

*

ایڈیٹر سید مبشر احمد ایاز

*

پبلشر۔ مبارک احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد

دار الصدر جنوبی ربوہ

اس شمارے میں آپ کے لئے

اس کے علاوہ سلیم شاہجہانپوری صاحب کی نظم
اور اخبار مجالس

دعوت الی اللہ

ہمارا فرض ـــ ہمارا کام ـــ ہمارا مقصد

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر فرماتے ہیں:-

"ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم لوگوں کو منوا دیں البتہ یہ کام ہمارا ہے اور ہونا چاہیئے کہ ہم انہیں حق پہنچا دیں- وہ مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام ہے- وہ اگر اپنا فرض پورا نہیں کرتے تو اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم بھی اپنا فرض پورا نہ کریں-

اس موقعہ پر مجھے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا- کہتے ہیں کہ ایک بزرگ بیس برس سے دعا کر رہے تھے- وہ ہر روز دعا کرتے اور صبح کے قریب ان کو جواب ملتا بھونکتے رہو میں تو کبھی بھی تمہاری دعا قبول نہیں کروں گا- بیس برس گزرنے پر ایک دن ان کا کوئی مرید بھی ان کے ہاں مہمان آیا ہوا تھا- اس نے دیکھا کہ پیر صاحب رات بھر دعا کرتے ہیں اور صبح کے قریب ان کو یہ آواز آتی ہے- یہ آواز اس مرید نے بھی سنی- تیسرے دن اس نے عرض کیا کہ جب اس قسم کا سخت جواب آپ کو ملتا ہے تو پھر آپ کیوں دعا کرتے رہتے ہیں- انہوں نے جواب دیا کہ تو بہت بے استقلال معلوم ہوتا ہے- بندے کا کام ہے دعا کرنا- خدا تعالیٰ کا کام ہے قبول کرنا- مجھے اس سے کیا غرض کہ وہ قبول کرتا ہے یا نہیں میرا کام تو دعا کرنا ہے سو میں کرتا رہتا ہوں- میں تو بیس سال سے ایسی آوازیں سن رہا ہوں- میں تو کبھی نہیں گھبرایا تو تین دن میں گھبرا گیا- دوسرے دن خدا تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ میں نے تیری وہ ساری دعائیں قبول کرلیں جو تو نے بیس سال کے اندر کی ہیں-

غرض ہمارا کام پہنچا دینا ہے اور محض اس وجہ سے کہ کوئی قبول نہیں کرتا ہمیں تھکنا اور رکنا نہیں چاہیئے کیونکہ ہمارا کام منوانا نہیں- ہم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم کہہ سکیں کہ ہم نے پہنچا دیا"- ("منصب ...." صفحہ 38-39)

"دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا"

جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا نیا دور مبارک ہو

احمدیہ صحافت کی تاریخ میں نئے اور سنہری باب کا اضافہ کرنے والے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن کا تعارف

(تحریر:۔ سید مبشر احمد ایاز۔ مدیر خالد)

اس روئے زمین پر چڑھنے والا سورج ہر روز احمدیت کی روزافزوں ترقی کا گواہ بنتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور برکتوں کی آب و تاب میں اضافہ نہ ہوتا ہو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ترقی اور غلبہ کی ہر جہت سے اضافے کی طرف سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

آج کل کے دور میں نشر و اشاعت کے ذرائع کو ایک بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت کو ایسے ذرائع سے نوازا ہے کہ دشمن بھی انگشت بدنداں ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر جن مظالم اور پابندیوں اور بندشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ وہ ساری دنیا جانتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل پر آئے دن لگائی جانے والی پابندیاں اور ہر روز کوئی نہ کوئی مقدمہ اور بے شمار رکاوٹیں حکام کا معمول بن چکا ہے۔ اور پوری کوشش کی جاتی ہے کہ احمدیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے نکلنے والے اخبارات و رسائل پر جہاں تک ہو سکے گرفت سخت سے سخت تر ہو سکے اور اس کا منہ بولتا ثبوت ہمارے رسائل ہیں اور ان پر ہونے والے بیسیوں مقدمات۔

لیکن اس زمینی طاقتوں کے بالمقابل ایک الٰہی طاقت بھی تو ہے اور وہ خدا کی طاقت ہے اور اس زمینی فیصلوں کے مقابل پر ایک وہ فیصلہ ہے جو خدا کا فیصلہ ہے جیسا کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ اپنے خدا کی بشارت کو اور اس کے وعدہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا"

(تجلیات الٰہیہ 21-20)

چنانچہ بہت ساری خوشخبریوں کے ساتھ اور خدائی نصرت کے بہت سارے نظاروں کے ساتھ ساتھ امسال جلسہ

سالانہ برطانیہ 1993ء کے موقع پر ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک خوشخبری یہ بھی سنائی کہ اب لندن سے بھی "الفضل انٹرنیشنل" ہفت روزہ کا اجراء ہو رہا ہے۔ اسکا پہلا پرچہ جلسہ سالانہ لندن کے موقع پر شائع ہوا ہے۔

اس اخبار میں حضور ایدہ اللہ کے سفر ناروے کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جسکا ایک تاریخی اقتباس درج ذیل ہے۔

نارتھ پول کی طرف کرہ ارض کے آخری کنارے پر

"ناروے میں مورخہ 24 جون 1993ء بروز جمعرات نارتھ پول کی طرف کرہ ارض کے آخری کنارے پر حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے افراد خاندان اور اراکین قافلہ کے ہمراہ پہلی باجماعت نماز "نماز مغرب" ادا کی۔ وہاں پہلی اذان مکرم مرزا محمد اشرف صاحب آف اوسلو نے دی اور نماز کے لئے حضور ایدہ اللہ کی اجازت سے پہلی تکبیر مکرم مبارک احمد صاحب ظفر دفتر وکالت مال لندن نے کہی اس تاریخی سفر کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا

"جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے مجھے اس بات کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا کہ آج سے پہلے ایسے علاقوں میں جہاں چھ مہینوں کا دن چڑھا ہو یا چوبیس گھنٹے سے زاید کا کہیں دن ہو وہاں باقاعدہ کبھی پانچ وقت کی نمازیں ایک جگہ باجماعت ادا کی گئی ہوں۔ مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں۔ یہ واقعہ میرے اندازے کے مطابق پہلی دفعہ رونما ہوا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں باقاعدہ باجماعت پانچ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی اور یہ سلسلہ کل سے شروع ہوا ہے کل ہم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں یہاں ادا کیں اور اس کے بعد یہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ہمارے اندازے کے مطابق صبح کا وقت ہوا اور پھر صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد یہاں سے اس کیمپ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ہمارا قیام ہے اور پھر اب جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے آگئے ہیں جہاں جمعہ کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جائے گی۔ پس اس پہلو سے اس طرح باجماعت پانچ نمازیں یہاں ادا کی گئی ہیں کہ اس میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی سب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میں شامل ہیں اور یہ جمعہ اس پہلو سے وہ تاریخی جمعہ ہے کہ جس میں پہلی بار ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ہم جمعہ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل لندن 30 جولائی 1993 صفحہ 2)

اس وقت قارئین کی خدمت میں ہم اس تاریخی ہفت روزہ کا تعارف پیش کر رہے ہیں۔

لندن سے "الفضل انٹرنیشنل" ہفت روزہ کی یہ پہلی اشاعت ہے اس کے کل 16 صفحات ہیں۔ پہلے اور آخری صفحہ پر عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا تاریخی اور ولولہ انگیز پیغام شائع ہوا ہے جو خاص اس اشاعت کے لئے حضور نے عنایت فرمایا ہے جو سبز رنگ کی روشنائی میں پرنٹ ہو کر جماعت کی تاریخ میں ایک اور باب کا اضافہ کر رہا ہے

صفحہ اول کی پیشانی پر ایک طرف الفضل انٹرنیشنل کا لوگو "LOGO" ہے اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود... کا ایک الہام لکھا ہوا ہے

"دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا"

اندر والے صفحات میں حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ سفر ناروے کی بعض تصویری جھلکیاں اور حضور ایدہ اللہ کے خطبات سے اقتباسات، "حوالوں کے بادشاہ" مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت کا ایک تحقیقی مضمون "الفضل کی زندگی کے اسی سال"، دور نو اور شاندار مستقبل" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

جماعت کے معروف شاعر و ایڈیٹر ہفت روزہ "لاہور" جناب ثاقب زیروی صاحب کی تازہ نظم "خلافت" کے نام سے بطور خاص اس میں شامل اشاعت ہے۔

عبدالماجد صاحب طاہر کے مضمون "مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام" کی پہلی قسط اسی طرح مکرم محمد اشرف صاحب شہید آف جہلن ضلع گوجرانوالہ کا آخری خط بھی الفضل کی زینت بنا ہے جو انہوں نے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔

مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل کا مضمون بھی شامل اشاعت ہے اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود..... کا پاکیزہ اور شریں کلام اور جماعت سے متعلقہ دیگر خبریں ہیں۔

ادارتی و انتظامی بورڈ کی تقرری

حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل انٹرنیشنل کے لئے ادارتی و انتظامی امور کے لئے درج ذیل کمیٹیاں مقرر فرمائی ہیں۔

ایڈیٹوریل بورڈ

مدیر اعلیٰ۔ رشید احمد صاحب چوہدری

نائب مدیران۔ منیر احمد صاحب جاوید۔ عبدالماجد صاحب طاہر

ممبرز ایڈیٹوریل بورڈ۔ نصیر احمد صاحب قمر۔

ملک خلیل الرحمان صاحب

انتظامیہ بورڈ

صدر: بشیر احمد صاحب رفیق (ایڈیشنل وکیل تصنیف)

ممبرز: صفدر حسین صاحب عباسی، مبارک احمد صاحب ظفر، نعیم عثمان صاحب، رشید احمد صاحب چوہدری (مدیر اعلیٰ)

الفضل انٹرنیشنل کے پہلے خریدار

ادارہ الفضل انٹرنیشنل بڑی خوشی اور انبساط کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ ہمارے محبوب آقا سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی جیب سے اخبار "الفضل انٹرنیشنل" کیلئے چندہ ادا فرما کر سب سے پہلے خریدار بن کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ ہم تمام احباب جماعت کو حضور انور کے مبارک نمونہ پر عمل کرتے ہوئے اخبار کا خریدار بننے کی پُر خلوص دعوت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے اموال میں بہت برکت دے۔ (ادارہ الفضل انٹرنیشنل)

اس ہفت روزہ میں دو اور چیزیں بھی ہیں جو قارئین کے لئے تحفہ قرار دی جا سکتی ہیں ایک تو حضور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جولائی 1993ء کا مکمل متن (مرتبہ منیر احمد صاحب جاوید)

اور دوسری ہمارے پیارے آقا کی تصویر ہے جو اس ہفت روزہ کی خوبصورتی کو چار چاند لگائے ہوئے ہے۔ صفحہ کے آخر پر اس ہفت روزہ کے ادارتی و انتظامی بورڈ کی تقرری کا اعلان ہے۔

ہفت روزہ کی خریداری اور اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک ہے اس ضمن میں یہ بات قابل ذکر ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کے پہلے خریدار بن کر اس کی خریداری کا افتتاح فرمایا۔ اس اشاعت میں اسکی قمیت اور سالانہ خریداری وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

البتہ اسکی پرنٹنگ اور اشاعت خوب ہے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس اخبار کو وہ اپنے فضل اور رحم سے بہت ساری برکتوں اور خوبیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی اور "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں "LOVE FOR ALL HATRED FOR NON کا خوبصورت پیغام اس کے ذریعہ ساری دنیا تک پہنچے اور تمام بنی نوع انسان کے دل خدائے واحد ویگانہ کی حمد کے ترانے گانے لگ جائے۔ آمین

30 جولائی 1993ء کو اس کا پہلا پرچہ شائع ہوا اور اسکے مدیر اعلیٰ مکرم رشید احمد صاحب چوہدری ہیں۔

درخواستِ دعا

اسیرانِ راہِ مولیٰ عرصہ دراز سے محض للہ قید وبند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔ نیز ان کے جملہ لواحقین محض اِس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے اِن اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان پریشانیوں اور ابتلاؤں سے جلد نجات دے۔ (ادارہ)

واقفین نو کو تقویٰ کے زیور سے سجائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں، وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں"۔.........

قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے، آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں، پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں، انسانی قربانی کی سجاوٹیں اور طرح کی ہوتی ہیں، انسانی زندگی کی سجاوٹ تقویٰ سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجہ میں انسانی روح بن ٹھن کر تیار ہوا کرتی ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ یہ بچے اتنے بڑے ہوں کہ جماعت کے سپرد کئے جائیں ان ماں باپ کی بہت ذمہ داری ہے کہ وہ ان قربانیوں کو اس طرح کریں کہ ان کے دل کی حسرتیں پوری ہوں، جس شان کے ساتھ وہ خدا کے حضور ایک غیر معمولی تحفہ پیش کرنے کی تمنا رکھتے ہیں وہ تمنائیں پوری ہوں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء)

دعوت الی اللہ کے گر

حقیقی روشنی

(مرسلہ:۔ مہتمم صاحب اصلاح وارشاد)

مشہور بزرگ حضرت مالک بن دینار نے ایک مکان کرایہ پر لیا تو اس کے ایک طرف ایک یہودی ہمسایہ تھا۔ اس نے آپ کو تنگ کرنے کے لئے یہ وطیرہ بنایا کہ اپنے مکان کا گند اور کوڑا کرکٹ اٹھا کر روزانہ حضرت مالک کے گھر پھینک دیتا مگر آپ نے کسی سے تذکرہ نہ کیا۔

کچھ عرصہ یہودی یہی شرارت کرتا رہا مگر آپ نے کوئی جوابی کارروائی نہ کی آخر ایک دن یہودی آکر پوچھنے لگا کہ میرے اس طرح گند پھینکنے سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی؟۔

آپ نے فرمایا میں نے ایک برتن اور جھاڑو رکھا ہوا ہے روز صاف کر لیتا ہوں تکلیف کی کونسی بات ہے۔

یہ جواب سن کر یہودی کا دل گواہی دے اٹھا کہ یہی سچا دین ہے جس کو ماننے والا دشمن کی ایذاء برداشت کرتا ہے مگر شکایت نہیں کرتا اور پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (تذکرہ الاولیاء)

سرتاج صوفیاء حضرت بایزید بسطامی کا ایک ہمسایہ آتش پرست تھا وہ ایک سفر پر گیا تو رات کو اس کا شیر خوار بچہ تاریکی کی وجہ سے روتا رہتا تھا حضرت بایزید بسطامی روز چراغ اٹھا کر اس کے گھر لے جاتے تو بچہ خاموش ہو جاتا۔

آتش پرست ہمسایہ سفر سے واپس آیا تو اس کی بیوی نے خاوند کو سارا ماجرا سنایا اس پر اس نے کہا شیخ بایزید کی طرف سے ہمیں روشنی پہنچ گئی افسوس اگر ہم اب بھی تاریکی میں رہیں۔

حضرت بسطامی کا چراغ محض بچے کو چپ کرانے کا نہیں تین روحوں کو روحانی روشنی سے منور کر گیا اور وہ سارا گھرانہ اسلام کی آغوش میں آگیا۔ (تذکرہ الاولیاء)

امام غزالیؒ کے پُر حکمت اقوال

(مرسلہ: محمود احمد اشرف صاحب۔ ربوہ)

احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی کی سب سے زیادہ معروف کتاب ہے یہ علم کلام اور اخلاق کی زبردست کتاب ہے اور چار اجزاء پر مشتمل ہے ذیل میں اس کتاب سے لئے گئے چند اقوال درج کئے جا رہے ہیں۔

○ دین کا فقیہ اسے کہتے ہیں جو خلق کو اس وجہ سے کہ ان سے لغزشیں ہوتی ہیں اور گناہ کرتے رہتے ہیں درجہ سعادت پر پہنچنے سے مایوس نہ کرے۔

○ کسی بزرگ کا قول ہے کہ آدمی سب محروم ہیں سوائے عالموں کے اور عالم سب محروم ہیں سوائے عاملوں کے اور عامل سب محروم ہیں سوائے مخلصوں کے اور مخلص لوگ بڑے خطرے میں ہیں۔

○ بعض مریدوں نے اپنے مرشد ابو عثمان مغربی سے عرض کیا کہ میری زبان بعض اوقات ذکر اور قرآن پر جاری ہو جاتی ہے حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے ایک عضو کو خیر میں لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر میں نہ لگایا نہ فضول کا عادی بنایا۔

○ حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ میرے واسطے ایک نوشتہ آپ لکھ بھیجیں جس میں کوئی مختصر وصیت ہو حضرت عائشہ نے جواب میں لکھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے معلوم ہو کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی لوگوں کی ناراضگی سے چاہے اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشقت سے اس کو بچا لیتا ہے اور جو شخص خدا کی ناراضگی لوگوں کی رضاء مندی میں چاہتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ (احیاء علوم الدین از امام غزالی)

۱۹۹۳ء بہبودِ انسانیت کا سال

انسانیت سے حُسنِ سلوک
مذہب کا بُنیادی اصُول

(مضمون نگار:۔ بشیر احمد صاحب زاہد۔ راولپنڈی)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 1993ء کو جماعت احمدیہ کے لئے بہبود انسانیت کا سال قرار دیا ہے اور یہ خدائی حکمت تھی کہ اس سال کا آغاز ہی جمعہ کے مبارک دن سے ہوا۔ اور اس طرح آپ کے لئے یہ ممکن ہوا۔ کہ آپ بہبود انسانیت کی تحریک کے پروگرام کا اس سال کے پہلے دن سے ہی آغاز کر سکیں۔ چنانچہ حضور نے سب سے پہلے اپنے اس دن کے خطبہ جمعہ میں تمام جماعت احمدیہ اور مسلمانان عالم اور تمام بنی نوع انسان کو سالِ نو کی مبارک دیتے ہوئے فرمایا:۔

"آج صبح کے سورج کے طلوع کے ساتھ تمام عالم پر ایک نیا دن طلوع ہوا۔ پس میں تمام دنیا کے احباب جماعت کو...... نہایت محبت بھرا اسلام اور مبارک باد پیش کرتا ہوں...... درحقیقت سالِ نو کی مبارک باد دینے کا رواج محض ایک رواج نہیں۔ بلکہ مبارک کے لفظ میں ایک دعا پائی جاتی ہے۔ (اور) "مبارک ہو" کے الفاظ سے کسی کو خوشی کے جذبات پہنچانے میں اس میں ایک دعا ہے۔ پس میں بھی ان معنوں میں آپ سب کو یہ دعا دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے یہ سال ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت فرمائے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"بہر حال ایک تو جماعت احمدیہ کو مبارک دینا مقصود تھی اور ایک کل عالم کے مسلمانوں کو...... میں دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح تمام انسانیت کے لئے میرے دل میں جو فلاح و بہبود کے جذبات اور نیک خواہشات (میں) ان سے وابستہ رکھتا ہوں۔ اس پہلو سے تمام دنیا کے انسانوں کو خواہ ان کا کوئی بھی مذہب ہو۔ کوئی بھی رنگ ہو۔ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں...... دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جو تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے۔ صرف میری طرف سے نہیں"۔

(بحوالہ الفضل 4۔ جنوری 1993ء)

اس کے بعد آپ نے عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ 1993ء کو بہبود انسانیت

کا سال بنائیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کی خدمت اور بھلائی چاہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو یہ نیا سال بحثیت انسان مبارک کرے اور اس پہلوے میں آگے چل کر جو تحریک کروں گا۔ اس کا تعلق اس سال کو انسانی بہبود کا سال بنانے سے ہے"۔

پھر آپ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 جنوری 93ء میں فرماتے ہیں:۔

"میں نے پچھلے خطبے میں انسانیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی تعلیم دی تھی (اور) یہ کہا تھا کہ اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں۔ جتنی طاقت ہے اس طاقت کے مطابق دنیا کو صحیح پیغام پہنچائیں طاقت کے صحیح استعمال کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر صحیح استعمال ہو۔ تو انسان کمزور ہونے کے باوجود بڑے بڑے کام کر سکتا ہے"۔ (الفضل 12 جنوری 1993ء)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ہر دو ارشادات سے ظاہر ہے کہ آپ نے 1993ء کو بہبود انسانیت کا سال قرار دیا ہے۔ اور ہر احمدی مرد و زن کو اپنی طاقت کے مطابق عقل کے ساتھ بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے خدمت کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

اب ذیل میں حضور کے ان چند ارشادات کو پیش کرتا ہوں۔ جن میں آپ نے بہبود انسانیت کے کام کی ضرورت و اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"اس وقت دنیا کو سب سے زیادہ انسانی قدروں کو بحال کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ انسانی قدریں ہر پہلو سے پامال ہو رہی ہیں۔ ہر قسم کے جرائم بڑھ رہے ہیں۔ اور ان کے نتیجے میں انسانی ضمیر کو کچلا جا رہا ہے۔ اور اکثر جگہ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر دم توڑ چکا ہے۔ کوئی حیا کسی قسم کی غیرت کوئی انسانیت کی (رمق) بھی بعض جگہ دکھائی نہیں دیتی"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"انسان کی بڑی بد نصیبی ہے کہ بنیادی انسانی قدروں سے نا آشنا ہو چکا ہے اور جو رہی سہی قدریں ہیں۔ ان کا خون مذہبی راہنما کر رہے ہیں اور ان قدروں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے گویا انہوں نے ایک برعکس جہاد (شروع) کر رکھا ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"مذہب کے نام پر (وہ) نفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اس کثرت اور بے حیائی سے دنیا کے ہر مذہب میں یہ ہو رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ کہ ان لوگوں کی عقلیں گئی کہاں ہیں۔ مذہب کے اعلیٰ مقاصد میں خدا کی عبادت ہے اور خدا کی عبادت بندوں کے ساتھ حُسنِ سلوک از خود سکھاتی ہے۔ جس عبادت کے نتیجے میں انسان خدا کی مخلوق سے دور ہو رہا ہے وہ ...... اللہ کی عبادت نہیں قرار دی جا سکتی۔ اس عبادت کا کیا فائدہ جس کے نتیجے میں خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کر دیئے جائیں۔ پس اس وقت مذہبی بحثوں کا وقت نہیں ہے وہ بھی جہاں مناسب ماحول ہو۔ وہاں چلیں گی۔ لیکن انسانیت کو اس وقت

انسان بننے کا پیغام دینے کی ضرورت ہے (اور) انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی سطح کا جہاد جاری کرنے کی ضرورت ہے"۔

پھر اسی سلسلے میں مزید فرماتے ہیں:۔

"عجیب و غریب تضادات کی دنیا بن چکی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسانی قدریں تو پاؤں تلے روندی جائیں بلکہ ایسی گندی کر دی جائیں کہ ان پر پاؤں رکھتے ہوئے حیا آتی ہو اور باتیں ہوں آسمان کی اور الوہیت کی اور خدا کی عزت و جلال کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد و ثناء کے گیت گائے جا رہے ہوں۔ اور نیچے یہ ہو رہا ہو۔ اتنا بڑا تضاد ہے کہ اس تضاد سے میری طبیعت میں متلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ پس انسانی قدروں کے لئے ایک عالمی جہاد کی ضرورت ہے۔ اور جماعت کو ہر جگہ موضوع بنانا چاہیئے اس کو"۔ (الفضل 4 جنوری 1993ء)

سیدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات سے نمایاں ہے کہ آج کے دور میں بہبود انسانیت کے لئے عالمی سطح پر ایک عظیم جہاد کا آغاز کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ وہ انسانیت کی عظیم خدمت ہے جس کو جماعت احمدیہ اکیلی سرانجام نہیں دے سکتی بلکہ ضرورت ہے کہ ہر مذہب و ملت اور ہر رنگ و نسل کے انسانوں کو اس کام کی سرانجام دہی کے لئے عام دعوت دے۔ اور ان کو اپنے ساتھ شریک کرے اور اس کے لئے مذہبی بحثوں کو اگر چھوڑنا بھی پڑے تو چھوڑ دے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ انفرادی طور پر یا من حیث الجماعت جماعت کی طرف سے یہ کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک دوسروں کو بھی اس معاملے میں عقل دے کر اور دعوت دے کر اپنے ساتھ شریک نہ کریں (لہذا) ہمیں اس پیغام کو عام کرنا ہوگا"۔

اس سلسلے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو جو چند ہدایات ارزاں فرمائیں وہ درج کی جاتی ہیں۔ فرمایا:۔

"جماعت کی طرف سے حکومتوں کے سربراہوں کو بڑے بڑے دانشوروں کو اخباروں میں لکھنے والوں کو جو اہل قلم لوگ ہیں ان کو خطوط لکھے جائیں۔ ان کو سارا سال اس طرف متوجہ کیا جائے۔ اور مختلف تجاویز ان کے سامنے رکھی جائیں تو پھر یہ ایک کوشش ہے جو ہو سکتا ہے بعض ایسے دلوں میں تبدیلی (پیدا) کرے۔ جو دل با اختیار ہیں جن کے پیچھے ایک قوم ہے۔ ان ہاتھوں میں بھی یہ جنبش پیدا کر دیں۔ جن ہاتھوں میں ایک عنان حکومت تھمائی جاتی ہے جوان دماغوں میں ایک تبدیلی پیدا کر دیں جن کی فکر قوم کی فکر بن جایا کرتی ہے۔ پس ہر پہلو سے اہل دانش اہل قلم اہل دل لوگوں کو جماعت احمدیہ کی طرف سے سمجھا کر محبت سے پیار سے یہ باتیں پہنچانی ضروری ہیں اور سارا سال آئندہ دنیا کی ہر جماعت جو میرے اس پیغام کو سن رہی ہے اس میں چھوٹے بڑے سب شریک ہوں"۔

بڑی لطف کی بات یہ ہے کہ حضور اس تحریک میں چھوٹے بچوں کو شریک کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"بعض دفعہ بچوں کی زبان زیادہ دل پر اثر کرتی ہے

اور واقعۃً بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ جن بچوں کو لکھنا نہیں آتا وہ کچھ لکھ دیں تو دل پر اثر پڑ جاتا ہے..... چنانچہ بڑا مزا آتا ہے اس خط کو پڑھنے کا۔ بڑا لطف آتا ہے کیونکہ اس خط میں محبت ہوتی ہے۔ اور جس محنت سے وہ بچہ لکھ رہا ہوتا ہے وہ ساری محنت از خود زبان بن جاتی ہے تحریر بولنے لگتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ کتنا پیارا بچہ ہے کتنی محنت اس نے کی ہے۔ کتنا اہتمام کیا ہے قلم مانگا، سیاہی لی، کاغذ کہیں سے پکڑا، کہیں چھپ کر بیٹھ گیا اور اس نے کہا میں خط لکھ کر لاتا ہوں ...... تو بچے بھی لکھیں جس حد تک توفیق ملے۔ ملکوں کے سربراہوں کو لکھیں، دانشوروں کو لکھیں، مولویوں کو لکھیں، پنڈتوں کو لکھیں، پادریوں کو لکھیں، خدا کا خوف کرو مذہب کا رہے گا کیا اگر اخلاق دنیا سے اٹھ گئے۔ اگر انسانیت ہی قائم نہ رہے تو کیا خدا حیوانوں سے رشتہ قائم کرے گا۔ ان حیوانوں میں کیوں نہ خدا نے نبی بھیج دیئے۔ جن سے بد تر تم ہوتے چلے جا رہے ہو۔ اس لئے انسان کو انسانیت کے آداب سکھاؤ"۔

پھر اس سلسلے میں حضور مزید فرماتے ہیں کہ ہمیں انسانیت کے نام پر تمام دنیا میں جلسے کرنے چاہئیں۔ اور اہل دنیا کو بتانا چاہیئے کہ انسانیت ہے کیا اور انسانیت کا شرف قائم کئے بغیر اہل دنیا امن و سکون سے زندگی نہیں بسر کر سکتے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"تحریک بہبود انسانیت" کے نام پر تمام دنیا میں جلسے کرنے چاہئیں۔ اس میں صرف مذاہب کے نمائندے نہیں آئیں گے۔ دہریے بھی آئیں گے۔ ہر قسم کے لوگ آئیں گے۔ ان کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ انسانیت ہے کیا؟ انسانیت کا شرف دنیا میں دوبارہ قائم کئے بغیر ہم جو عالمی انصاف کی یا عالمی امن کی باتیں کرتے ہیں وہ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ ان میں کوئی بھی حقیقت نہیں ہوتی پس اس سلسلے میں بڑے دلچسپ پروگرام بنائے جا سکتے ہیں۔ بڑے اچھے اچھے جلسے کئے جا سکتے ہیں اور ان جلسوں میں پسماندہ قوموں کے حقوق پر بھی بحث ہو سکتی ہے"۔

حضور اس بارے میں مزید فرماتے ہیں:۔

"دراصل یہ بعد کی باتیں ہیں پہلے میں سمجھتا ہوں کہ انسانی قدروں کی صرف بات ہونی چاہیئے۔ انسانی قدروں کے حوالے سے بعض دفعہ یہ بات بھی آئے گی کہ ہم ایک ملک میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک اور ملک ہے جہاں فاقے کئے جا رہے ہیں۔ اگر انسانی قدریں زندہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ انسانی قدروں کی راہ میں قومی دیواریں حائل ہو گئی ہیں کہیں مذہبی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں کہیں نظریاتی دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ پس ان سب مصنوعی دیواروں کا ٹوٹنا ضروری ہے اور وہ اندرونی دباؤ سے ٹوٹنی چاہئیں بیرونی حملے سے نہیں اندرونی دباؤ جو انسانیت کے زندہ ہونے سے دلوں میں پیدا ہو گا قوم کے اندر جب مجموعی طور پر زیر و بم دکھائے گا۔ اونچ نیچ ہو گی .... (اور) جب انسانیت کے سانس چلنے لگیں گے جب انسانیت کا دل دھڑکنے لگے گا۔ جب انسانی جذبات میں تموّج پیدا ہونے لگے گا تو وہ اندرونی

دباؤ ہے۔ جو تعصب کی دیواریں توڑے گا ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑ جا سکتی یہ ایک نفسیاتی نکتہ ہے تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کرو گے (تو) تعصب بڑھے گا۔ پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا۔ نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی"۔

تعصب کی ان دیواروں کو توڑنے کے لئے جنھوں نے انسانی قدروں کو پامال اور انسانوں کو تباہ حال اور ان کی زندگیوں کو اجیرن بنا رکھا ہے۔ حضور جماعت احمدیہ کے تمام افراد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

"جماعت احمدیہ کے جتنے فکر رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں۔ ان سب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور ہر احمدی دراصل عام گفت وشنید کے ذریعے بھی چھوٹے چھوٹے جزیرے قائم کر سکتا ہے ہر انسان کے اندر ایک بنیادی مادہ ہونا چاہیئے۔ پھیلنے کی صلاحیت۔ اور بعض پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ پیغام بھی ان پیغاموں میں سے ایک ہے ایک ایسا پیغام ہے جو فی الحقیقت انسانی دل کی آواز ہے۔ انسانی فطرت سے پھوٹا ہوا پیغام ہے پس احمدی خواہ دانشور ہو۔ یا غیر دانشور ہو۔ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو اگر وہ اپنے ماحول میں ایک زندہ پیغام کی بات کرتا ہے تو اس کا پیغام اسی طرح سنا جائے گا۔ جیسے کہا گیا ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

پس زندہ پیغام کی یہ نشانی ہوتی ہے"۔

حضور فرماتے ہیں:-

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کو ترس رہی ہے۔ اس کی یہ گہری فطرت کی آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے پس جب احمدی آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ یہ آواز تو دل سے اٹھے گی۔ اور دل میں ضرور جا بیٹھے گی۔ اور پھر وہاں نشوونما پائے گی۔ پھر پھوٹے گی اور ہر طرف اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنانے کے لئے کوشاں ہو جائے گی"۔

پس ضرورت ہے کہ انسانیت کے موضوع پر جلسے کئے جائیں اور اپنے اپنے حلقہ احباب میں اس بارہ میں عام بات چیت کی جائے۔

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم مشہود احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ احمدیہ کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام ازراہ شفقت "شمائلہ ظفر" عطا فرمایا ہے۔ بچی مکرم محمود احمد صاحب ظفر مرحوم کی پوتی اور مکرم حمید احمد صاحب کی نواسی ہے۔ مکرم مشہود احمد صاحب آج کل روس میں دعوت الی اللہ کی سعادت بجا لا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور دین کی خادمہ بنائے اور والدین کیلئے قرۃ العین ثابت کرے۔

(مدیر خالد)

خریداران سے درخواست ہے کہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر دیا کریں۔ تاکہ آپ کا پرچہ ضائع نہ ہو۔

(مینیجر)

NASIR PACKAGES
اپنی مطلوبہ ضرورت کے لیئے ہم سے رابطہ کریں!
ہر سائز کے نالی دار گتے کے ڈبے بنانے والے
ناصر پیکجز
S15 نزد سمال انڈسٹریز سٹیٹ کوٹ لکھپت لاہور،
ٹیلیفون فیکٹری : ۸۰۱۱۸۵ ۸۰۱۵۳۲
پروپرائٹر: بشیر احمد وڑائچ۔ طاہر احمد وڑائچ

دباؤ ہے- جو تعصب کی دیواریں توڑے گا ورنہ تعصب کی دیواریں باہر سے نہیں توڑ جا سکتی یہ ایک نفسیاتی نکتہ ہے تعصب کی دیواروں کو جب باہر سے توڑنے کی کوشش کرو گے (تو) تعصب بڑھے گا- پس اندر سے سوچوں کو بدلنا پڑے گا- نظریات میں تبدیلی پیدا کرنی ہوگی"۔

تعصب کی ان دیواروں کو توڑنے کے لئے جنہوں نے انسانی قدروں کو پامال اور انسانوں کو تباہ حال اور ان کی زندگیوں کو اجیرن بنا رکھا ہے۔ حضور جماعت احمدیہ کے تمام افراد سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

"جماعت احمدیہ کے جتنے فکر رکھنے والے صاحب نظر لوگ ہیں- ان سب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور ہر احمدی دراصل عام گفت و شنید کے ذریعے بھی چھوٹے چھوٹے جزیرے قائم کر سکتا ہے ہر انسان کے اندر ایک بنیادی مادہ ہونا چاہیئے- پھیلنے کی صلاحیت- اور بعض پیغامات ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یہ پیغام بھی ان پیغاموں میں سے ایک ہے ایک ایسا پیغام ہے جو فی الحقیقت انسانی دل کی آواز ہے- انسانی فطرت سے پھوٹتا ہوا پیغام ہے پس احمدی خواہ دانشور ہو- یا غیر دانشور ہو- پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو اگر وہ اپنے ماحول میں ایک زندہ پیغام کی بات کرتا ہے تو اس کا پیغام اسی طرح سنا جائے گا- جیسے کہا گیا ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

پس زندہ پیغام کی یہ نشانی ہوتی ہے"۔

حضور فرماتے ہیں:-

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج دنیا غیر انسانی ہوتے ہوئے بھی انسانیت کو ترس رہی ہے- اس کی یہ گہری فطرت کی آواز ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے پس جب احمدی آواز بلند کرے گا تو کسی دلیل کی ضرورت نہیں- یہ آواز تو دل سے اٹھے گی- اور دل میں ضرور جا بیٹھے گی- اور پھر وہاں نشوونما پائے گی- پھر پھوٹے گی اور ہر طرف اپنے دائیں بائیں دوسرے غیر انسانی لوگوں کو انسان بنانے کے لئے کوشاں ہو جائے گی"۔

پس ضرورت ہے کہ انسانیت کے موضوع پر جلسے کئے جائیں اور اپنے اپنے حلقہ احباب میں اس بارہ میں عام بات چیت کی جائے۔

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم مشہود احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ احمدیہ کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام ازراہ شفقت "شمائلہ ظفر" عطا فرمایا ہے۔ بچی مکرم محمود احمد صاحب ظفر مرحوم کی پوتی اور مکرم حمید احمد صاحب کی نواسی ہے۔ مکرم مشہود احمد صاحب آج کل روس میں دعوت الی اللہ کی سعادت بجا لا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور دین کی خادمہ بنائے اور والدین کیلئے قرۃ العین ثابت کرے۔

(مدیر خالد)

خریداران سے درخواست ہے کہ اپنے پتہ کی تبدیلی کی اطلاع فوری طور پر دیا کریں- تاکہ آپ کا پرچہ ضائع نہ ہو۔

(مینجر)

شروع کر دیں- بالآخر کنفیوشس کو یہ عہدہ چھوڑنا پڑا- انہوں نے اپنی زندگی میں بے انتہا مصیبتیں جھیلیں- انہوں نے راہبانہ زندگی پسند نہیں کی کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ برائی سے بھاگنا بہادری نہیں ہے-

انہوں نے متعدد کتابیں تالیف کیں جن میں تاریخ، سحر وفسوں، شعر وشاعری، رسوم اور تاریخ چین کی کتابیں ہیں- کنفیوشس نے کبھی فوق البشر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا-

ان کی تعلیمات کو ان کے پوتے "کیہ" نے جمع کیا- "کیہ" اپنے دادا کی صفات کا حامل تھا چنانچہ اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "درمیانے راستے کے اصول" رکھا- اس نے اس کتاب میں کنفیوشس کے اقوال اور تعلیمات کو جمع کیا-

پروفیسر لگ (LEGG) کا کہنا ہے کنفیوشس کی تعلیمات میں ہستی اعلیٰ کا تصور پایا جاتا ہے- وہ خدا کی اطاعت پر زور دیتا ہے-

اہل چین خدا کو "شین" کہتے ہیں- جس کے لفظی معنی آسمان کے ہیں- آسمان کے لفظ سے ایسی ذات مراد ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہو- پھر یہ نام اس قوت کے لئے استعمال ہونے لگا جو دنیا کی حاکم ہے- کنفیوشسؒ نے لفظ آسمان اسی معنی میں استعمال کیا ہے- اسی لئے وہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ آسمان کا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں:-

"افسوس اس دنیا میں میری کسی نے قدر نہیں کی- بایں ہمہ اس ناقدری کے لئے میں آسمان کا شاکی نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے لوگوں سے کوئی شکایت ہے- آسمان مجھ سے خوب اچھی طرح واقف ہے"-

(دنیا کا مذہبی نظام صفحہ 70)

جزا و سزا کے بارے میں بھی ان کی تعلیمات میں کہیں کہیں اشارے ملتے ہیں- حضرت کنفیوشسؒ کی تعلیمات اخلاق کے محور پر گھومتی ہیں- وہ اصلاح اخلاق کے لئے علم و تربیت کو ضروری بتلاتا ہے- انہوں نے اخلاق کے جن پہلوؤں پر بہت زیادہ زور دیا ہے وہ والدین کی اطاعت، بادشاہوں کی وفاداری، انصاف، عزیزوں کی امداد وغیرہ ہیں- ان کے نزدیک نیک اور اچھا آدمی وہ ہے جسے اچھے اور نیک لوگ اچھا اور نیک کہیں اور برا آدمی وہ ہے جسے برے لوگ اچھا سمجھیں اور نیک آدمی اس سے نفرت کریں-

انہوں نے ایک زریں اصول یہ بھی بتلایا ہے کہ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو جو دوسروں سے اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو- انہوں نے بتایا کہ جب انسان تنہا ہو تو نہایت سکون کے ساتھ متانت اور سنجیدگی اختیار کرے اور جب فرائض مفوضہ ادا کرے تو عزت و احترام کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو- لوگوں سے ہم کلام ہو تو خلوص سے کام لے- اگر تنہائی میں ہو تو بھی اپنی خوبیوں کو ہاتھ سے نہ جانے دے-

اخلاقی تعلیمات کو انہوں نے صرف عوام تک محدود نہیں رکھا بلکہ فرمانروا اور عمال حکومت کے لئے بھی اعلیٰ اخلاق کی ایک لمبی چوڑی فہرست مرتب کی ہے- وہ فرمانرواؤں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:-

از قلم :- نصر اللہ خان ناصر

جس شخص نے چین کے مذہبی عقائد میں انقلاب برپا کر دیا وہ کنفیوشس ہیں۔ جنکو اہل چین کنگ فوزے (FO ZE KUNG) کہتے ہیں یعنی کنگ فلسفی جو لاطینی زبان میں کنفیوشس بن گیا۔

حضرت کنفیوشس 550 یا 551ق م میں چین کے قدیم صوبہ "لو" کے ضلع "سو" میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندانی نام کنگ تھا۔ ان کے والد اپنے زمانہ کے مشہور فوجی تھے جن کی بہادری کی داستانیں زبانِ زدِ عام تھیں۔ نہایت کبر سنی میں بہت دعاؤں کے بعد کنفیوشس پیدا ہوئے۔ ابھی آپ کی عمر تین سال کی ہوئی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ افلاس اور یتیمی نے بچپن میں تعلیم سے محروم رکھا لیکن پندرہ سال کی عمر میں محنت مزدوری کرکے علم حاصل کیا۔ 12 سال کی عمر میں شادی کی اور پچاس سال تک نہایت خوشگوار ازدواجی زندگی گزاری۔ انہوں نے سرکاری ملازمت کا آغاز توشہ خانہ کے محافظ کی حیثیت سے کیا۔ ایک سال کے اندر ہی اپنی عمدہ کارکردگی کی بناء پر ان کو زراعت کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ انہوں نے ملازمت کے دوران مطالعہ کو جاری رکھا۔ شاعری، ادب، آثار قدیمہ کی تاریخ، سیاسیات کے متعلق کتابیں وغیرہ پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

کئی بار انہوں نے ارادہ کیا کہ ملازمت سے مستعفی ہو کر ہمہ وقت مطالعہ میں مشغول ہو جائیں لیکن بیٹے کی پیدائش کے باعث وہ اپنے اس ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ جب ان کی عمر 23 سال کی ہوئی تو والدہ کا انتقال ہوگیا۔ تب انہوں نے ملازمت کو خیرباد کہہ دیا اور تین سال تک والدہ کے انتقال کا سوگ منایا۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد انہوں نے تعلیم و تدریس کو اپنا پیشہ بنایا۔ دور دراز سے لوگ حصول علم کی خاطر ان کے پاس پہنچنے لگے اور 34 سال کی عمر میں ان کے شاگردوں کی تعداد تین ہزار تک پہنچ گئی۔ صوبہ "لو" کے وزیراعظم نے بستر مرگ پر اپنے بیٹے کو تاکید کی کہ وہ کنفیوشس سے تعلیم حاصل کرے۔ جب حضرت کنفیوشس 52 سال کے ہوئے تو شہر "چنگ ٹو" کے باشندوں نے انہیں شہر کا قاضی بنا دیا۔ حضرت کنفیوشس کی اصلاحات کے باعث یہ شہر بہت جلد خوشحال ہوگیا۔ جسے ہمسایہ ریاستیں برداشت نہ کرسکیں۔ انہوں نے کنفیوشس کے خلاف ریشہ دوانیاں

بقیہ از 40

حاضری حلقہ نمبر 1 خدام 44۔ اطفال 20۔ انصار 10۔ میزان 74۔

حاضری حلقہ نمبر 2 خدام 21۔ اطفال 16۔ انصار 12۔ لجنات 10 میزان 59۔

حاضری حلقہ نمبر 3 خدام 29۔ اطفال 22۔ انصار 10۔ لجنات 7 میزان 68۔

حاضری حلقہ نمبر 4 خدام 27۔ اطفال 43۔ انصار 12۔ لجنات 17 مہمان 9۔ میزان 106۔

حاضری حلقہ نمبر 5 خدام 97۔ اطفال 82۔ انصار 41۔ لجنات 80۔ مہمان 20۔ میزان 320۔

حلقہ گرمولاورکاں

حلقہ گرمولاورکاں کا سالانہ تربیتی اجتماع مورخہ 28 مئی 93 منعقد ہوا۔ اس حلقہ میں گرمولاورکاں، نوشہرہ ورکاں، تتلے عالی اور مجوچک کی مجالس شامل تھیں۔ اجتماع سے قبل 11 خدام، 25 اطفال اور 13 انصار نے قریباً 3 گھنٹے وقار عمل کر کے بیت الحمد کی صفائی و تزئین اور محلہ کی صفائی کی۔

افتتاحی خطاب مکرم مربی صاحب گرمولاورکاں نے کیا۔ صدارت مکرم صدر صاحب مقامی نے کی۔ بعدہ خدام و اطفال کے نہایت دلچسپ اور پُر رونق علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس ہوا۔ جس میں مرکزی نمائندہ نے تقسیم انعامات کے بعد خطاب کیا۔

حاضری خدام 48 اطفال 51

مجلس خلیل آباد کالونی

مجلس خلیل آباد کالونی ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) کا ایک روزہ تربیتی اجتماع 4 جون 93ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ اجتماع کی کارروائی کا آغاز نماز فجر سے ہوا۔ بعدہ درس ہوا۔ ناشتہ کے بعد علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔ اختتامی خطاب سے قبل تقسیم انعامات ہوئی۔ دعا سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ حاضری خدام 20۔ اطفال 45۔ انصار و مہمان 8۔

مجلس شہر و سٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

دونوں مجالس کا مشترکہ اجتماع 18 جون 93ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ اجتماع کا افتتاح صبح 9:30 بجے مکرم امیر صاحب شہر نے کیا۔ بعدہ علمی مقابلہ جات ہوئے جب کہ ورزشی مقابلہ جات ایک ہفتہ قبل کروا لئے گئے تھے۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس سے مرکزی نمائندہ نے خطاب کیا۔ خدام 80۔ اطفال 45۔ انصار 30۔

درخواست دعا

مکرم محترم محمود احمد صاحب جو ۱۹۷۹-۸۰ تا ۱۹۸۸-۸۹ء دس سال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر رہے ہیں اور آجکل بطور مربی آسٹریلیا میں خدمت سلسلہ بجالا رہے ہیں گھٹنے کی ہڈی بڑھ جانے کی وجہ سے بیمار ہیں اور چلنے پھرنے کی تکلیف ہے احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مہتمم اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ۔ پاکستان

"اگر آپ زندگی عوام کے سامنے ایسی پیش کریں جو برائیوں سے پاک ہو تو کس کی مجال ہے کہ خود کو گناہوں سے ملوث کرے"۔ (قدیم اقوام کا مذہب)

وہ ظاہری حالت کی درستگی پر زور دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بادشاہوں کو موزوں لباس زیب تن کرنا چاہیئے۔ حضرت کنفیوشس حکمرانی کے پانچ اصول بتلاتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

1۔ فیض رسانی: لوگوں کی بھلائی کی خاطر کام کرنے کی خواہش۔

2۔ دیانت: لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جسے وہ خود اپنے لئے پسند نہ کرے۔

3۔ خوش اطواری: رعایا کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔

4۔ دانائی: علم اور عقل کو اپنا مشیر و رہبر بنانا۔

5۔ خلوص: تمام امور کی انجام دہی میں خلوص سے کام لینا کیونکہ بغیر خلوص کے دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔

کنفیوشس کے نزدیک سب سے زیادہ خوشگوار زندگی وہ ہے جس میں انسان اپنے فرائض کو ادا کرتا رہے اور افراط و تفریط سے بچ کر میانہ روی اختیار کی جائے۔

کنفیوشس کی زندگی میں ان کی قدر نہیں کی گئی لیکن ان کے فوت ہوتے ہی لوگ ان کے گرویدہ ہو گئے اور ان کی وفات پر پورے چین نے نہایت اہتمام سے سوگ منایا۔ وہ لوگ جنہوں نے کبھی ان کی بات پر کان نہیں دھرا تھا انہوں نے خراج تحسین پیش کیا۔ بے شمار لوگ ان کی قبر کے پاس جھونپڑیاں ڈال کر مجاور بن گئے۔

"صوبہ لو" کے بادشاہ نے ان کی یاد میں ایک عبادت خانہ تعمیر کرایا جس کے ذریعہ بعد میں کنفیوشس کی پرستش کا رواج ہو گیا۔

چوتھی صدی قبل مسیح کے شروع میں شو خاندان کا چراغ گل ہو گیا تو اس مذہب پر بہت خراب اثر پڑا۔ نئے نئے عقیدے پیدا ہو گئے لیکن "مینگ کی" نے جسے بالعموم MENCIUS کہا جاتا ہے نے ان حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اس نے اخلاقی اور سیاسی امور پر بہت زور دیا جس کے باعث خالص مذہبی حصہ اور بھی نظر انداز ہو گیا۔ اس نے اپنی تعلیمات اور تحریرات کے ذریعہ مخالفوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ وہ پورے ملک میں پھرا اور یہ مذہب نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔

امدادی کتب

قدیم اقوام کا مذہب۔ دنیا کا مذہبی نظام۔ تاریخ مذاہب

*

سانحہ ارتحال

محترمہ انوری بیگم صاحبہ زوجہ محترمہ راؤ محمد اکبر صاحب آف گنگا پور امیر حلقہ 96 سرئیں ضلع فیصل آباد مختصر علالت کے بعد بقضائے الہیٰ مورخہ 30 جون 93ء کو انتقال فرما گئیں آپ بفضل تعالیٰ موصیہ تھیں یکم جولائی کو بعد نماز فجر بیت المبارک میں مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی اور محترم مولانا موصوف نے ہی بعد از تدفین دعا کروائی۔

آپ محترم راجہ منیر احمد خان صاحب شاہد مربی سلسلہ و مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی خوش دامن تھیں قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

میں بے حس و حرکت پڑے رہتے ہیں۔۔ یہی وجہ کہ سانپ سردیوں میں نظر نہیں آتے البتہ سپیرے ان کو ڈھونڈ کر آسانی سے پکڑ لیتے ہیں۔

سانپ کو اپنی صحت میں چستی اور چالاکی بحال رکھنے کے لیے کینچلی بدلنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے سن بلوغت سے شروع ہو کر وقفے وقفے کے بعد بدلنا اس کا تمام عمر کا معمول رہتا ہے۔ کینچلی اتارنے سے پہلے اس کی طبیعت سست اور کسلمند رہتی ہے پھر یہ کانٹے دار جھاڑیوں میں الجھ کر اپنی کینچلی اتارتا ہے اور اس کے بعد پھر اس کی طبیعت میں چستی اور چالاکی آجاتی ہے۔

سانپ کی آنکھیں سر کے اوپر ہوتی ہیں اس کی آنکھوں پر چشمی ڈھکنے یعنی پپوٹے نہیں ہوتے البتہ آنکھوں کی حفاظت کے لیے پتلی سی شفاف جھلی کی تہہ چڑھی ہوتی ہے۔ یہ آنکھ جھپک نہیں سکتا بلکہ ساکن رکھتا ہے۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں بلی کی آنکھوں کی مانند ہوتی ہیں جو اندھیرے اور روشنی میں الگ الگ اپنا کردار ادا کرتی رہتی ہیں۔

ان میں بیرونی اور درمیانی کان نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے وہ ہوا کی صوتی لہریں سننے سے قاصر ہوتے ہیں۔ البتہ زمین کی صوتی لہریں مثلاً انسانوں اور جانوروں کی قدموں کی آہٹ وغیرہ باآسانی سن سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی اس صورت میں جبکہ ان کے منہ کا نچلا جبڑا زمین کے ساتھ لگا ہوا ہو۔ ان کی قوتِ سماعت کی تصدیق کے سلسلے میں متعدد تجربات کیے جا چکے ہیں۔

چند ایک سائنسدانوں نے یہ بیڑہ اٹھایا کہ ہم یہ بات ثابت کر کے ہی رہینگے کہ کیا سانپ واقعی بین کی موسیقی سے مست ہو جاتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے تجربات اسی قسم کے ناگ سانپوں سے شروع کیے جو عام سپیرے پالتے ہیں پہلے انہوں نے ان کی آنکھوں کے پپوٹے ایک چپکنے والے فیتے سے بند کر دیے پھر وہ ایک بین لے کر بجانے لگے۔ لیکن سانپوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پھر انہوں نے ایک بگل بجایا۔ سانپ اب بھی متوجہ نہ ہوئے پھر انہوں نے ٹین کا ڈبہ لے کر ان کے سروں کے قریب زور زور سے کھڑکایا۔ اب بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ چنانچہ ان تجربات سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ بین کی سُر انہیں اپنی پٹاری یا ہنڈیا سے باہر آکر جھومنے پر آمادہ نہیں کرتی۔ پھر آخر وہ کون سی چیز ہے جو انہیں اپنے گھروں سے نکل کر ناچنے پر آمادہ کرتی ہے چونکہ یہ سانپ اس وقت تک جب ان کی آنکھوں کو بند کر دیا گیا تھا بالکل نہ ہلتے تھے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ان کا جھومنا ان کی دیکھ سکنے کی صلاحیت سے ضرور تعلق رکھتا ہے چنانچہ ان تجربات سے اس نتیجے پر پہنچے کہ بین بجاتے وقت جب کوئی سپیرا خود دائیں بائیں یا آگے پیچھے حرکت کرتا ہے تو اسے دیکھ کر سانپ بھی اس کا ساتھ دینے لگتے ہیں سپیرے کی حرکت کی وجہ سے سانپ اپنی مدافعت میں سر کو بین کے ساتھ ساتھ

سانپ - SNAKES

(بشکریہ سائنس میگزین جولائی ۹۳ء)

(مرسلہ :- اے - ایچ آسی - لاہور)

سانپ کا ڈر فطری اور جبلی نہیں ہوتا بلکہ ماحول کا پیدا کردہ ہوتا ہے بچہ جونہی پیدا ہوتا ہے اور ہوش میں آتا ہے تو جانوروں میں سے پہلے پہل سانپ ہی کے نام سے ڈرایا جاتا ہے۔ سانپ کو صرف خطرناک مخلوق کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ جانوروں میں بندر اور نیولہ دونوں چونکہ نفسیاتی ڈر سے محروم ہوتے ہیں اس لیے یہ بے دریغ اور بلا جھجک بڑے بڑے زہریلے سانپوں سے کشتی لڑنے میں ذرا بھی خوف محسوس نہیں کرتے۔

سانپ ایک عجیب الخلقت جاندار ہے جو جسمانی اجزائے ضروریہ جن کے بغیر کسی بھی جاندار کی زندگی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ ان سب جسمانی اعضاء سے یکسر محروم ہے۔ لیکن اس کے باوجود پہاڑوں اور میدانوں پر بڑی تیزی سے بھاگتا پھرتا ہے درختوں پر چڑھتا ہے ٹانگیں نہ ہونے کے باوجود خدا نے اسے کھڑا ہونے کی صلاحیت سے بھی نوازا ہے۔ اس کی طاقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاتا ہے کہ سانپ ایک طاقتور انسان یا چوپائے کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کی ہڈیاں نہایت آسانی سے توڑ سکتا ہے۔ ادھر زندگی کی بقاء کے جزو اعظم یعنی پانی تک کو نہ پینے کے باوجود زندہ و سلامت رہتا ہے۔

سانپ کے تولیدی طریقوں میں بھی فرق ہوتا ہے بعض سانپ مثلاً ایک دو قسم کے ناگ وائپرز رسل وائپرز وغیرہ انڈے دیتے ہیں اور پھر ان سے بچے نکلتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض سانپ بچے جنتے ہیں مثلاً پاکستانی ایکس کری نیٹا اور انگلستان اور امریکہ ابوجرس ایڈوسینک اور گاڈر وغیرہ وغیرہ۔

سانپ ایک سرد خون رکھنے والا جانور ہے اس کے جسم کا درجہ حرارت ماحول کے درجہ حرارت کے مطابق بدلتا ہے یہاں تک کہ یہ صفر درجہ سنٹی گریڈ حرارت پر بھی نہیں مرتا اور ذرا سی گرمی پہنچانے پر دوبارہ حرکت میں آجاتا ہے اس کے برعکس بدلتے ہوئے حالات کے معاملے میں یہ زیادہ سریع الحس ہوتا ہے یعنی جب درجہ حرارت سو فارن ہیٹ سے تجاوز کرتا ہے تو سانپ میں بے چینی اور اضطرابی کے آثار پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ سردیوں کے زمانے میں کم درجہ حرارت ہونے کی وجہ سے سانپ سست اور بے حس ہوتے ہیں اور ان کی حرکات و سکنات میں معتدبہ کمی واقع ہو جاتی ہے اور ان پر نیند کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ جسے سردیوں کی نیند کہتے ہیں۔ اس حالت میں یہ بلوں سوراخوں اور دیگر محفوظ جگہوں

دلہن کی طرف دکھائی دیتا ہے۔ چین کے ایک مشہور راجہ تھمشلنگ جو 1120 ق م میں ہو گزرا ہے نے مردوں کے علاوہ خواتین کے لیے اس کی پرستش کو لازمی قرار دے دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق بانجھ عورتیں بھی بہت جلدی بار آور ہو سکتی تھیں۔ بھارت میں صوبہ مہاراشٹر، کیرالہ، مدھیہ پردیش وغیرہ میں پائے جانے والے مندروں مثلاً ایلورا، اجین اور اجنٹا وغیرہ میں اب بھی اس کی پرستش کا مذہبی رواج بدستور قائم ہے۔

شیشکار

اس کی لمبائی 3، فٹ تک ہوتی ہے سندھ میں اسے ڈُمبرا سانپ کہتے ہیں یہ ایشیا کی سب سے بڑی جھیل منچھر کے گردو نواح میں بکثرت ملتا ہے اس کے علاوہ پنجاب کے بعض نشیبی علاقوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ بڑا مکار سانپ ہے یہ کائی، سرکنڈوں اور کوندر وغیرہ میں اپنے آپ کو مردہ ظاہر کر کے پڑا رہتا ہے۔ جب کوئی دودھ والا جانور چرتا ہوا اس کے قریب پہنچتا ہے تو یہ فوراً اس کی پچھلی ٹانگوں سے لپٹ کر اس کے تھنوں سے منہ لگا کر اس کا دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ جانور کو بھی اس سے ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی ہے اور دوسرے دن پھر وہ اسی مقام پر پہنچ کر سانپ کے اس عمل سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ ان کا یہ روز مرہ کا معمول بن جاتا ہے۔ ادھر جانور کا مالک بیچارہ ہر روز جانور کے دودھ سے محروم رہتا ہے۔

کرنڈیا

ماہرین حیوانات کی تحقیق کے مطابق یہ سب سے زیادہ زہریلا سانپ ہے اس کی لمبائی ایک بالشت تک ہوتی ہے۔ یہ بیٹھنے میں انگریزی کے ہندسہ آٹھ کی شکل میں بیٹھتا ہے۔ یہ اکثر پرانی جگہوں مثلاً پرانے کنوئیں، سوراخوں اور پرانے درختوں ٹہنیوں میں رہتا ہے اسے کیڑے مکوڑوں کی تلاش میں درخت کی ایک ٹہنی سے اچک کر دوسری سے تیسری اور چوتھی پر جانا پڑتا ہے اس مناسبت سے اسے ہوائی سانپ یا اڑنے والا سانپ بھی کہتے ہیں۔ اس کے کاٹنے سے انسان کے منہ ناک وغیرہ سے جریان خون کی دھار بندھ جاتی ہے اور مریض تھوڑے وقت میں مر جاتا ہے۔

رملہ

یہ اژدھے کی قسم کا سانپ ہے اس کا سر انسان کے چہرے سے ملتا جلتا ہے۔ اس نسل کے سانپ کی عمر جب چالیس برس سے تجاوز کر جائے تو پھر اس کی شکل انسانی چہرے سے متشابہ ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پچھلے دنوں آپ نے اخبارات

حرکت دیتے ہیں۔ نیز یہ معلوم کر لیا گیا کہ سپیرا سانپوں کو ان کی آرام گاہ سے نکالنے کے لیے انہیں کچھ کچھ بے آرام بھی کرتا ہے وہ یا تو ان پٹاریوں کو تھپتھپاتا ہے یا پھر زمین پر زور زور سے ہاتھ مار کر ان کے لیے ایک زلزلہ سا پیدا کرتا ہے۔ چونکہ تماشائی اس کی بین موسیقی اور سانپوں کو دیکھنے میں محو ہوتے ہیں اس لیے وہ اس کی ان حرکتوں پر غور نہیں کرتے اس لیے یہ خیال کہ موسیقی سانپوں کو مست کر دیتی ہے اب غلط ثابت ہو کر رہ گیا ہے۔

سانپ کی پتلی نازک اور دوشاخہ زبان ایک نہایت اہم عضو ہے جو کہ چکھنے کی قوت سے محروم تو ضرور ہے مگر اس کے بجائے یہ آلہ حس کے طور پر کام کرتی ہے۔ منہ سے باہر تیزی سے حرکت کرتے وقت یہ ایک ہاتھ کا کام بھی دیتی ہے جس سے بیرونی فضا کے ہوائی ذرات کو اپنے ساتھ چپکا کر منہ کی چھت میں موجود چھوٹے چھوٹے خانوں میں پہنچاتی ہے جن میں حساس خلیات موجود ہوتے ہیں جن میں سونگھنے کے اعصاب ہوتے ہیں۔ اس طرح سے اس کے سونگھنے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ مزید براں ان زود حس اعصاب کے ہونے کی وجہ سے اس پر موسمی اثرات بہت جلد اثر پذیر ہوتے ہیں چنانچہ اسے ذرا سی ٹھنڈ لگتے ہی فوراً زکام ہو جاتا ہے اس کے لیے بے حد تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یہ ناک کی سوزش کی تکلیف سے نڈھال ہو کر ناک کو بار بار زمین پر رگڑتا رہتا ہے جس سے اس کی کمزوری اور غصہ دونوں تیز ہوتے رہتے ہیں۔ یہ علاج کے لیے جنگل میں ایسی جڑی بوٹیوں کی تلاش میں بھاگتا پھرتا ہے جن سے مشک کافور کے اثرات رکھنے والی یا ایسی ہی کسی دوسری خوشبودار بوٹی کو پالینے کے بعد اسے بار بار بغور سونگھتا رہتا ہے جس سے اس کا زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ سانپوں کی بیماریوں کے علاج معالجے کے متعلق آج تک ماہرین حیوانات کی طرف سے کوئی مستند کتاب منظر عام پر نہیں دیکھی گئی ان کا یہ کہنا کہ چونکہ یہ آزادانہ طور پر جنگل سے تعلق رکھنے والی مخلوق ہے۔ لہٰذا ان کی بیماریوں اور علاج معالجے کی کوئی خاص ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ لیکن پالتو ہونے کی صورت میں علاج معالجے کے فقدان کی وجہ سے بیشتر قومی سرمایہ ضائع ہو کر رہ جاتا ہے سانپ کے سونگھنے کی حس نہایت تیز ہوتی ہے جو شکار کے جسم کی حرارت محسوس کر کے شکار کی تلاش میں ممدومعاون ہوتی ہے اس کے ناک کے اندر اعصابی جال بچھا ہوتا ہے اژدھوں میں یہ مراکز جبڑوں کے سروں پر اور بعض وائپرز میں نتھنوں اور آنکھوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ سانپوں میں جبڑے کی ہڈیوں کے جوڑ کافی ڈھیلے ہونے کے باعث منہ آگے کی طرف کو کافی حد تک کھولا جاسکتا ہے۔ سانس کی نالی کا سوراخ بھی منہ کے خلا میں آگے کی طرف ہوتا ہے جس سے خوراک کے نگلتے وقت سانس لینے میں کوئی دشواری پیدا نہیں ہوتی بعض سانپ چوہوں اور چھدوں کو سالم ہی نگل جانے میں کوئی دشواری نہیں سمجھتے۔ مگر مینڈک ایک ایسا مکار جاندار ہے کہ اس کے نگلنے پر اس کے حلق میں پہنچ کر اپنی قوت

ظہور قدرت در آئینہ نبوت

(1)

یہ ہے قول خدا میں بے بہا مخفی خزانہ تھا
کسی نے میری عظمت کو نہ پہچانا نہ جانا تھا
پسند آیا مجھے شہرہ ہو میرے حسن سیرت کا
دکھاؤں عالم کثرت میں جلوہ اپنی وحدت کا
بنایا "ارض" پر اپنا خلیفہ میں نے آدم کو
کہا "کن" اور پیدا کر دیا مخلوق عالم کو
کئے پھر سارے عالم میں نبی پیدا ولی پیدا
کہ تا ہوتے رہیں بہتر سے بہتر آدمی پیدا
زمیں کے چپہ چپہ پر اتارا ان کو کثرت سے
رہا محروم مشرق ہی نہ مغرب ان کی بعثت سے
کہیں عیسیٰؑ نبی آئے کہیں موسیٰؑ نبی آئے
کہیں ابدال آئے اور کہیں میرے رشی آئے

(2)

جناب نوحؑ سب کہتے ہیں جن کو آدم ثانی
کیا تھا حق نے جن کے منکروں کو غرق طغیانی
وہی بیٹا تھا جن کا منکر انوار روحانی
وہی جو ہوگیا غرقاب موج قہر ربانی
وہی کشتی تھی جن کی تقویت ایمان والوں کی
وہی جس نے بچائی جان سب ایقان والوں کی

میں ایک ایسے ہی سانپ کا واقعہ ضرور پڑھا ہوگا جو کہ بھارتی سرحد پار کر کے پاکستان کے علاقے میں پہنچ گیا تھا جسے لاہور کے ایک مشہور و معروف سپیرے نے پکڑ لیا۔ اور چند دنوں بعد یہ خبر بھی شائع ہوگئی کہ اسی قسم کا ایک دوسرا سانپ بھی سرحد پار کر کے پاکستان پہنچ گیا ہے۔ جسے اسی سپیرے نے ہی پکڑ لیا ہے۔ غالباً وہ دونوں نر مادہ ہوں گے جو ایک دوسرے کی تلاش میں پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ اس کے کاٹنے سے انسان کی موت کا واقع ہونا ایک یقینی امر ہے جہاں یہ رہتا ہے وہاں گھاس یا کوئی دوسرا سبزہ وغیرہ نہیں اگ سکتا۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا جانور اس کے بہت ہی قریب آجائے تو اس کی پھنکار سے ہی بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اگر یہ کسی جاندار کو کاٹ لے تو اس کا گوشت پوست چند گھنٹوں کے اندر گھل گھل کر پانی کی طرح بہہ جاتا ہے۔ اگر یہ گھوڑے کے پیر پر بھی کاٹ لے تو گھوڑا اور سوار دونوں اس کے زہریلے اثر سے مر جاتے ہیں۔

اژدھا

اس دیوقامت مخلوق کا ذکر اکثر ہندوؤں کی مقدس کتابوں اور روایتوں میں ملتا ہے جسے وہ اپنا دیوتا مانتے ہیں جب یہ ایک جگہ کنڈلی مارے بیٹھا ہو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سامنے ایک پہاڑی چٹان دکھائی دے رہی ہے لیکن جب یہ زمین پر رینگتا ہے تو جیسے کوئی فوجی ٹینک سرکتا چلا آرہا ہے اس کا اصلی وطن پہاڑوں کی غاریں ہیں۔ جب کبھی پہاڑوں پر شدید بارش ہوتی ہے تو یہ پانی کے ریلے میں بہہ کر میدانوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور جہاں کہیں دریا کا پانی کم گہرا ہوتا ہے یہ پانی سے نکل کر خشکی پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں سے پھر جنگلوں اور آبادیوں کا رخ اختیار کر لیتے ہیں۔ جب یہ کسی آبادی کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو لوگ انہیں پتھروں اور لاٹھیوں سے مار مار کر ان کا کچومر نکال دیتے ہیں۔ اس طرح یہ غریب مخلوق پرائے دیس میں غریب الوطنی بے بسی اور بے کسی کے عالم میں ماری جاتی ہے۔ بھاری جسامت ہونے کی وجہ سے یہ تیز چلنے اور دوڑنے سے محروم ہوتا ہے۔ اسی لیے اسے اپنی خوراک کے حصول میں کافی دشواریاں اٹھانی پڑتی ہیں۔

باقی آئندہ

(6)

پھر اس کے بعد مکہ میں محمدؐ مصطفیٰ آئے
فرشتے ساتھ لے کر تحفہ صلّ علیٰ آئے
ہوا یہ غلغلہ دنیا میں محبوبِ خدا آئے
وہ سردار دو عالم رحمت ہر دوسرا آئے

وہ آئے اس جہاں میں پرچم امن و اماں لے کر
"مساوات" "عدل" اور انصاف کا زریں نشاں لے کر
یہ فرمایا "عرب ہوں یا عجم دونوں برابر ہیں
یہ اسود اور یہ احمر بھائی بھائی ہیں برادر ہیں"
یہ فرمایا "سنو بس اتقا وجہ فضیلت ہے
یہ ہے انسانیت کی جان فخر آدمیت ہے
بناؤ صدق دل سے حسن تقویٰ کو شعار اپنا
بڑھاؤ عالم انسانیت میں کچھ وقار اپنا"
"ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے" دار فانی میں
"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے" دار فانی میں

(7)

سلیم زار کی بس یہ دعا ہے اے مرے مولا
تو کر دے سارے عالم میں محبت کی فضا پیدا
یہ ہندی اور یہ چینی اور یہ رومی اور یہ جاپانی
یہ ایرانی یہ تورانی، یہ روسی اور یہ افغانی
وہ سندھی ہوں کہ پنجابی، بلوچی ہوں کہ مکرانی
وہ ہندو ہوں کہ مسلم ہوں، یہودی ہوں کہ نصرانی
"یہ عریاں" ہیں انہیں تو آدمیت کی ردا دے دے
انہیں انسانیت کی اور شرافت کی ادا دے دے

(سلیم شاہجہانپوری صاحب)

(3)

وہ ابراہیمؑ جو مہماں نواز و بندہ حق تھا
فدائے رب اکبر تھا رضا جوئندہ حق تھا
کیا بیٹے کو قرباں اس نے جب حق کی رضا پائی
اطاعت ہی سے اس کے قلب صافی نے جلا پائی

(4)

وفور شوق میں جب "رب ارنی" کی صدا گونجی
تو فوراً ہی صدائے "لن ترانی" سے فضا گونجی
ہوئیں باتیں خدا سے اور ملے احکام ربانی
بھڑک کر ایک شعلہ بن گئے انوار روحانی
یہ موسیٰ تھے جنہیں حق نے دیا خلعت نبوت کا
بنایا مستحق ہارونؑ کو ان کی وزارت کا
ڈبویا لشکر فرعون کو ان کی عداوت نے
بچایا جسم کو فرعون کے منشائے قدرت نے

(5)

مسیح ناصریؑ نے بھی دیا پیغام الفت کا
حلیمی کا تحمل کا مودت کا محبت کا
"طمانچہ بھی کوئی دشمن اگر اک گال پر مارے"
تو فرمایا کہ بڑھ کر "دوسرا بھی سامنے کردے"
مگر افسوس ہے پھر بھی یہودی بن گئے دشمن
کئے وہ فعل جو تھے فی الحقیقت غیر مستحسن
مگر اس نے تحمل سے کیا اپنا مشن پورا
نہ ہرگز ہوسکا اندازہ زاغ و زغن پورا
صلیبی موت سے اس کو بچایا دست قدرت نے
اٹھایا بام رفعت پر اسے شان مشیت نے

کیا تو گاندھی جی پر جن ایسا مسلمانوں کا
دوسرا دشمن برصغیر میں پیدا نہیں ہو سکتا
یا لالہ چندی داس کے پروردہ آغا
شورش کاشمیری پر۔ کاش وہ اس
سلسلہ میں تحقیق سے کام لیتے۔ لیکن
شاید ایسا کرنے سے وہ مرزا غلام احمد
صاحب پر دریدہ دہنی کا الزام لگانے
کا شوق پورا نہ فرما سکتے تھے۔ اس لئے
حوالہ بھی دیا تو کانگریسی راہنما کا۔ اور
دوسرے کانگریس کی لے پالک جماعت
احرار کے ایک ہندو نواز قلمکار کا۔

گویا دونوں سہارے ہندو۔۔۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ ان اوچھے سہاروں
سے انہیں جماعت احمدیہ کے خلاف
اپنے فطری بغض کا اظہار کا موقع ضرور
مل گیا۔

ممتاز لیاقت صاحب کو مژدہ کہ ان
جیسے آریہ سماج نواز پاسدار ان سے پہلے
بھی ہو گزرے ہیں۔ مثلاً مولوی ظفر علی خاں
مدیر "زمیندار" نے لکھا کہ

"اگر آریہ سماج کی تاریخ اور
اس کے مذہبی لٹریچر علی الخصوص
"ستیارتھ پرکاش" پر نظر ڈالی
جائے تو یہ عقدہ بغیر دقت
کے حل ہو سکتا ہے۔ آریہ سماج
کے بانی سوامی دیانند غور و
غوض کے بعد اس نتیجہ پر
پہنچے کہ خدائے واحد کے
سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور
وہی نیست سے ہست اور ہست
سے نیست کرنے پر قادر ہے۔

اس تعلیم کو اسلام کی تعلیم
سے جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے
کہ اس سے بعض متعصب ہندوؤں
کے دلوں میں جو خطرہ پیدا ہوا کہ
اس اشتراک عقائد کا نتیجہ یہ
ہو سکتا ہے کہ آریہ سماج کبھی
اسلام میں مدغم ہو جائیں، اس
زہریلے خطرے سے نجات
پانے کے لئے ان زہریلے
مشرکوں نے سوامی دیانند
کے انتقال کے بعد "ستیارتھ
پرکاش" جو دراصل بارہ ابواب
پر مشتمل تھی۔ اپنی طرف سے
دو اور کا اضافہ کر کے انہیں
بھی سوامی دیانند سے

مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنّفین کی تصانیف

رسالہ "فکر و نظر" میں شائع ہونے والے مضمون کا تعاقب

(از قلم حافظ راشد جاوید صاحب شاہد)

اگلے دن ادارہ تحقیقات اسلامی کے ترجمان "فکر و نظر کا سیرت نمبر" نظروں سے گزرا۔ جس میں "ممتاز لیاقت" صاحب کا مضمون "مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف" شائع ہوا ہے۔ جس میں فاضل مضمون نگار بانی جماعت احمدیہ پر "دریدہ دہنی" کا الزام لگا کر تعصب کا گھناؤنا مظاہرہ کرنے کے جوش میں آریہ سوامی دیانند کی طرف داری کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ستیارتھ پرکاش کے چودھویں [۱۴] باب میں رسول عربی کی حیات طیبہ اور ازواج مطہرات پر جو گستاخانہ تبصرے کئے گئے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ باب سوامی دیانند سرسوتی کا لکھا ہوا نہیں۔ آنجہانی کے زیر اہتمام صرف تیرہ [۱۳] باب ہی شائع ہوئے تھے۔ اس شیطانی باب کا اضافہ بعد میں ہوا۔ جو دراصل مرزا غلام احمد کی آریہ سماج کے بارے میں "دریدہ دہنی" کا ردِ عمل تھا۔ یا شر پسندوں کی شرارت۔ گاندھی جی بھی کہتے ہیں کہ اس فتنہ کا آغاز مرزائی مبلغین نے کیا۔ جنہوں نے ہمیشہ اپنے لٹریچر میں ہندو مذہب کو طنز کا نشانہ بنایا اور سوامی دیانند کو غلیظ گالیاں دیں۔ آغا شورش کاشمیری نے بھی تحریک ختم نبوت کے صفحہ ۲۴ پر اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔"

او چھپے سہا لیے

گویا فاضل مضمون نگار نے انحصار بھی

ملاحظہ فرمایئے شری سوامی دیانند جی کی سوانح عمری مصنفہ پنڈت لیکھرام کا درج ذیل اقتباس صفحہ ۱۱۴ پر پنڈت ہر کرنے نارائن کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے۔

"سوامی جی شروع برسات ۱۸۶۹ء میں آئے تھے ——
سوامی جی نے ہم سے منشی اندرمن کی کتابیں سُنیں اور اس کے بعد مسلمانوں کا کھنڈن (رد) شروع کیا۔"

اور یہ بات واضح ہے کہ منشی اندرمن مراد آبادی مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ اس نے اسلام کے خلاف بہت سی گندی ناپاک کتب لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض تو اس قدر گندی اور ناپاک تھیں کہ گورنمنٹ کو خود انہیں ضبط کرنا پڑا۔ گورنمنٹ کے اس اقدام کے خلاف تحریک چلانے والے بھی سوامی دیانند تھے۔ جنہوں نے اس تحریک کے لئے چندے کی اپیل کی —— (جیون چرتر کلاں بحوالہ ستیارتھ پرکاش ایجی ٹیشن پر تبصرہ)

پنڈت دیانند کی اسلام دشمنی کے بارے میں ممتاز لیاقت صاحب کا مندرجہ ذیل حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں —— "شریمان راؤ راجہ تیج سنگھ جی ورما جودھپور نے اخبار "آریہ متر" کے خاص شتابدی نمبر میں لکھا کہ

"سوامی جی مہاراج شام کو چار بجے سے چھ بجے تک ہمیشہ ویدک دھرم کا منڈن (تائید) اور عیسائی وغیرہ متوں کا کھنڈن (رد) کیا کرتے تھے۔
ایک دن سوامی جی عیسائی مت کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے کہ اُس وقت فیض اللہ خان لیفٹیننٹ کے بھتیجے محمد حسین نے ہاتھ میں تلوار لے کر کہا کہ سوامی جی ہمارے مذہب کے متعلق کچھ مت کہنا۔ اس وقت بے خوف سوامی جی نے جواب دیا کہ میں عیسائی مت پر بول رہا ہوں۔ اس کو پورا کر کے تمہارے محمد صاحب کی پول اور اسلام مذہب کی دھجیاں اُڑاؤں گا۔

(آریہ متر شتابدی نمبر ۱۹۲۵ء بحوالہ ستیارتھ پرکاش ایجی ٹیشن پر تبصرہ از ملک فضل حسین)

منسوب کر دیا۔ چودھویں باب میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی شدید ترین توہین کی گئی ہے۔
ستیارتھ پرکاش سوامی دیانند کا کلام ہے۔ اور یہ بات جو تمام شرارت کا سرچشمہ ہے اُن کی تصنیف ہی نہیں الخ
(زمیندار ۱۷ اگست ۱۹۲۷ء)

اسی طرح رسالہ "حنیف" لدھیانہ فروری ۱۹۲۶ء) میں بھی ایڈیٹر صاحب نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا۔ کہ "چودھواں باب سوامی دیانند جیسے شریف اور مہذب اور عالم باعمل انسان کا کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

لیکن ممتاز لیاقت صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ زمیندار کی اس خوش فہمی کو "آریہ گزٹ" نے آئینہ اسی وقت دکھا دیا تھا کہ

"زمیندار نے اپنے پہلے مضمون میں لکھا ہے کہ تیرھواں اور چودھواں باب سوامی جی کی مرتیو کے بعد ستیارتھ پرکاش" کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ گویا زمیندار نے ابتدا ہی جھوٹ سے کی ہے۔ یہ اختیار سخت شرارت پسند واقع ہوا ہے۔ کوئی ہندو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کے خلاف جھوٹا جہاد شروع ہو۔"
(آریہ گزٹ۔ ۲۵ اگست ۱۹۲۷ء بحوالہ ستیارتھ پرکاش ایجی ٹیشن پر تبصرہ)

اب صورت حال یہ ہے کہ کانگریس نواز مسلمان قلمکار تو خوش فہمی فرما رہے ہیں۔ لیکن آریہ صاحبان دیانند جی جن کے سوامی تھے اُن کا اصرار ہے کہ یہ شرارت کر رہے ہیں۔

دیانند کی اسلام دشمنی

ممتاز لیاقت صاحب نے اپنے مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ پنڈت دیانند اسلام کا دشمن نہیں تھا۔ حالاں کہ پنڈت دیانند کی اسلام دشمنی اس قدر ظاہر و باہر ہے کہ اگر انسان تھوڑا سا بھی غور کرے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دیانند اسلام دشمنی میں بہت آگے بڑھا ہوا تھا۔

اسلام دشمنی کی وجہ

اور آئیے اب دیکھیں کہ کیا آریہ سماج والوں کی اسلام دشمنی بانی جماعت احمدیہ اور مرزائی مبلغین کی وجہ سے تھی؟

دکھ اس بات کا ہے کہ "فکر و نظر" ایسے متین و سنجیدہ مجلہ نے ایک مذہبی جماعت کے بانی کے بارے میں اس قسم کا الزام شائع کرتے وقت تحقیق سے کام کیوں ضروری نہ سمجھا۔ کچھ اور نہ سہی صرف اسی بات کی تحقیق کر لی جاتی کہ بانی جماعت احمدیہ نے آریہ سماج کے خلاف جہاد کا کب آغاز فرمایا؟

۱۔ بانی جماعت احمدیہ نے آریہ سماج والوں کو مباحثہ کا جو پہلا چیلنج دیا اس کا اشتہار ۲ مارچ ۱۸۷۸ء میں شائع ہوا۔ جس میں آریہ سماج والوں کے ایک اشتہار کا جواب دیا گیا تھا جو کہ

۷ دسمبر ۱۸۷۷ء کے اخبار "وکیل" میں چھپا تھا اور اس میں آریہ سماج والوں نے دعویٰ کیا تھا کہ

"ارواح موجودہ بے انت ہیں"

۲۔ اس کے بعد ۱۲ مارچ ۱۸۷۸ء کو اتمام حجت کے لئے مرزا صاحب نے یہ اشتہار معہ جواب الجواب باوا نارائن سنگھ صاحب (سیکرٹری آریہ سماج) تحریر کر کے یہ چیلنج دیا کہ ارواح کے بے انت ہونے نیز پرمیشر کو بھی ان کی تعداد معلوم نہ ہونے کے بارے میں جو ہم نے جواب دیئے ہیں جو ان کا توڑ ثابت کر دیگا۔ اس کو پانچ سو روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ آریہ سماج والوں کی طرف سے کسی سے جس کا جواب بن نہ آیا۔

۳۔ نیز سوامی صاحب نے ارواح اور تناسخ کے مسئلہ پر بانی جماعت احمدیہ سے بحث کا شوق ظاہر کیا۔ جس پر مرزا صاحب نے ۱۰ جون ۱۸۷۸ء کو اشتہار شائع فرمایا کہ ہم کو بحث بالمواجہ منظور ہے۔

ان ہر دو اشتہارات میں ایک بھی سخت لفظ استعمال نہیں کیا گیا
چہ جائیکہ سوامی دیانند کو کوئی گالی دی گئی ہو۔

۴۔ بانی جماعت احمدیہ کی طرف سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" کا پہلا

ستیارتھ پرکاش کے آخری دو باب

سوامی دیانند کی اسلام دشمنی کا مختصر ذکر کرنے کے بعد اب تجزیہ کرتے ہیں لیاقت صاحب کی ۱۳، توجیہہ کا کہ ستیارتھ پرکاش کا تیرھواں اور چودھواں سملاس (باب) سوامی دیانند کا نہیں بلکہ بعد میں شامل کیا گیا ہے۔

محترم لیاقت صاحب کی یہ توجیہہ بھی سراسر غلط ہے۔ بجا کہ "ستیارتھ پرکاش" کا جو ایڈیشن ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا۔ اس میں تیرھواں اور چودھواں باب نہیں تھا۔ اس کے صرف بارہ باب تھے۔ جب پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اور دوسرا طبع ہو کر آیا تو اس میں تیرھواں چودھواں باب موجود تھے۔ جن کی ستیارتھ پرکاش کے دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں خود سوامی دیانند نے یوں وضاحت کی ہے آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"یہ کتاب چودہ سملاس (معنی لواحق) یعنی فصلوں میں مرتب کی گئی ہے۔ اس میں دس سملاس بطور نصف حصہ اولین اور چار سملاس بطور نصف حصہ آخری مرتب ہوئے ہیں لیکن بار اول میں اخیر کے دو سملاس کسی وجہ سے چھپ نہیں سکے تھے۔ اب وہ بھی چھپوا دیئے ہیں۔"

(دیباچہ ستیارتھ پرکاش از سوامی دیانند۔ اردو ترجمہ صفحہ ۲۰ لالہ تولہ رام ۔ سب ایڈیٹر "آریہ پتر کا" لاہور کی نگرانی ۱۸۹۹ء میں طبع ہوا)

یہ دیباچہ ستیارتھ پرکاش کے طبع دوم میں شائع ہوا اور یہ سوامی دیانند صاحب نے ۱۸۸۲ء میں لکھا کیونکہ محولہ بالا دیباچہ کے آخر پر جہاں سوامی دیانند کا نام لکھا ہوا ہے وہاں "سن" بھی لکھا ہوا ہے اور "مہینہ" بھی۔ چنانچہ اس دیباچہ کے آخر پر مندرجہ ذیل تحریر درج ہے۔

(دیباچہ ختم ہوا۔ سوامی دیانند سرسوتی۔ مقام مہاراجہ جی کا اودے پور۔ ماہ بھادوں شکل پکش سمت ۱۹۳۹)

اور دیباچہ کے آخر پر سمت ۱۹۳۹ کا سن درج ہے۔ اگر عیسوی سن نکالا جائے تو ۱۸۸۲ء بنتا ہے گویا ۱۸۸۲ء میں یہ دیباچہ لکھا گیا۔ یعنی سوامی دیانند کی وفات سے ایک سال قبل۔

ہندوستان کا دورہ کر کے عام
جلسوں میں سخت گو ئی پر کمر
باندھی۔"
(کتاب البریہ صفحہ ۴۱۹ از حضرت مرزا
غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ)
۷۔ پھر شاید ممتاز صاحب کو یہ
بھی معلوم نہ ہو کہ پنڈت دیانند سے پہلا
مباحثہ مرزا صاحب نے نہیں کیا۔ بلکہ
اس کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے پہلا
۱۸۷۷ء میں مولانا محمد قاسم نانوتوی
مرحوم و مغفور کر چکے تھے۔ جو کہ ستیارتھ پرکاش
بچار" کے نام سے ہندوؤں نے شائع کیا ہے۔
(بحوالہ دیانند سرسوتی لکھ چیٹ کا
مصنف ٹھاکر داس)
اس کے علاوہ مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب
کی سوانح حیات "سوانح قاسمی" صفحہ ۵۱۲
پر سید مناظر احسن گیلانی رقمطراز ہیں کہ
"مولوی محمد قاسم نے پنڈت جی کو
میرٹھ سے بھگا کر کہیں کا کہیں
پہنچا دیا۔"
اب کیا ممتاز لیاقت صاحب یہ لکھنے کی
جرأت کریں گے کہ (نعوذ باللہ) مولانا
محمد قاسم نانوتوی صاحب کی دریدہ دہنی کی

وجہ سے دیانند نے اسلام کے خلاف
"دریدہ دہنی" کی۔ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ
"مولانا محمد قاسم نانوتوی پہلے
عالم تھے جو آریہ سماج کے خلاف
اُٹھے اور اُن کے عقائد کا
بطلان کیا۔

مسلم اکابر کا ردِ عمل

ممتاز لیاقت صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں
کہ آریہ سماج نے جب مسلمانوں اور بانی
اسلام پر پُرزور حملے کرنے شروع کیے۔ تو
اُس وقت سارے کا سارا عالم اسلام
خوابِ غفلت میں پڑا اُونگھ رہا تھا۔
کسی مسلمان عالم کی مجال نہیں تھی۔ کہ آریہ
سماج والوں کو منہ توڑ جواب دے سکے۔
ایسے وقت میں ایک مرد مجاہد (بانیٔ
جماعت احمدیہ) کھڑا ہوا۔ جس نے
کفر کی متلاطم خیز موجوں کے آگے بند
باندھ دیا اور کفر کے ایوانوں میں وہ زلزلہ
برپا کیا کہ اس جھوٹ پر دشمن تلملا اُٹھا
اُٹھا اور اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا مگر
آپ نے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے
آریہ سماج والوں کا منہ بند کر دیا۔ آپ نے
جو آریہ سماج کے خلاف عظیم الشان انجام

اور دوسرا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع ہوا۔ نیز میں نہایت اچھے پیرایہ میں آریہ سماج والوں کے بعض عقائد کے خلاف دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ براہین احمدیہ کا چوتھا حصہ جس میں قدرے تفصیل سے دیانند کا ذکر ہے وہ سنہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب میں دیانند کی وفات کا ذکر ہے اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ پنڈت صاحب نے اسلام کی تعلیم کو نہ سمجھا۔ اس کے بعد ۱۸۸۶ء میں "سرمہ چشمہ آریہ" جو کہ بانی جماعت احمدیہ اور لالہ مرلیدھر کے مابین مباحثہ ہوا وہ چھپا نیز اس کے بعد اور بھی کتب آریہ سماج والوں کے عقائد کے خلاف چھاپی گئیں۔ جن میں "شحنہ حق" اور "آریہ دھرم" امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔

۵۔ اب مرزا صاحب کی پہلی کتاب ۱۸۸۰ء میں چھپی اور اس کا چوتھا حصہ سنہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ مگر دیانند جی نے تو ۱۸۶۹ء سے اسلام کا رد کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور منشی اندرمن کی اسلام کے خلاف زہر آلود کتب تو اس سے بھی پہلے شائع ہو چکی تھیں اور یہ اس دور کی بات ہے جب مرزا صاحب کی ایک بھی کتاب تالیف نہیں ہوئی تھی۔

۶۔ رہی بات احمدی مبلغین کی تو جماعت احمدیہ کی بنیاد سنہ ۱۸۸۹ء میں رکھی گئی۔ جبکہ آریہ سماج والوں کی اسلام کے خلاف دریدہ دہنی جماعت احمدیہ کے قیام سے بہت عرصہ قبل ضبط تحریر میں آ چکی تھی۔

اعتراف کہ یہ اعتراض کہ بانی جماعت احمدیہ کی وجہ سے غیروں نے بانی اسلامؐ کو گالیاں دیں۔ بانی جماعت احمدیہ کی زندگی میں بھی ہوا۔ مگر اس وقت بھی اعتراض کرنے والے ہندو نواز ملاں ہی تھے۔ جن کا جواب دیتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ اپنی کتاب "کتاب البریۃ" میں فرماتے ہیں کہ

"پنڈت دیانند اور اس کے حامیوں کی اس وقت یہ کتابیں شائع ہو چکی تھیں جبکہ میری کسی کتاب کا نام و نشان نہ تھا ۔۔۔ اور پنڈت دیانند نے صرف یہی نہیں کیا کہ ستیارتھ پرکاش کو تالیف کر کے کروڑہا مسلمانوں کا دل دکھایا بلکہ اس نے پنجاب اور

نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے"۔

بانی جماعت احمدیہ کی وفات پر مولانا ابو الکلام آزاد اخبار "وکیل" میں ریویو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب نے اس وقت کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی مفلسی کی نوحہ خوانی جابجا آغاز کی تھی۔ ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ رکھا۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوی پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"۔

(بحوالہ "بدر" ۱۸ جون ۱۹۰۸ء)

بانی جماعت احمدیہ کی وفات پر علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ نے لکھا کہ

"مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے۔ آپ نے شمشیر قلم عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔۔۔ بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا"

بجا کہ آج کل جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے خلاف لکھنا فیشن کی شکل اختیار کر گیا ہے، جس پر شاید کچھ کم فہم افراد خوش بھی ہوتے ہوں۔ لیکن بشر خاں کو یہ یک طرفہ قسم کی غلط غداری کبھی پسند نہیں آئی۔ اس لئے انہیں "فکر و نظر" جیسے متین و سنجیدہ مجلے میں اس بے سروپا الزام پر دلی رنج اور افسوس ہوا ہے۔

بشکریہ ہفت روزہ "لاہور" ۲ اگست ۹۳ء

دیہی ہیں اُن کا ذکر جماعت احمدیہ کے بہت سے مخالف مسلم اکابر نے بھی کیا ہے۔ جن میں سے چند ایک ممتاز لیاقت صاحب کی معلومات میں اضافے کے لئے پیش ہیں۔

چودھری افضل حق (مفکر احرار) لکھتے ہیں:۔

"آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسدِ بے جان کی طرح تھا جس میں تبلیغی حس مفقود ہو چکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا۔ مگر حسب معمول جلدی خواب گراں طاری ہو گیا۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا۔ ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے۔"

(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں۔ طبع دوم صـ۲۳)

پھر سید حبیب مدیر "سیاست" نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں لکھا کہ

"اس وقت کہ آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اِکے دُکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے۔ مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد میدان میں اُترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا ــــ مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں۔ کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو

صاحب نے تقسیم انعامات کے بعد اختتامی خطاب فرمایا۔ مرکزی نمائندہ نے بھی شرکت کی۔ حاضری خدام 27۔ اطفال 15

ضلع سیالکوٹ

ضلع سیالکوٹ کا دو روزہ سالانہ تربیتی اجتماع مورخہ 15۔16۔ اپریل 93ء بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہوا۔ یہ اجتماع اپنی سابقہ روایات کے ساتھ شاندار طریقہ سے بمقام گھیٹالیاں منعقد ہوا۔ شدید بارشوں اور راستوں کی خرابی کے باوجود حاضری خدا کے فضل سے بہت اچھی رہی۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع سیالکوٹ نے کیا۔ پھر خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ جن میں خوب دلچسپی و رونق رہی۔ نماز عشاء کے بعد ایک بھرپور مجلس سوال و جواب ہوئی۔

دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز نوافل سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس کے بعد ذہانت و معلومات کا ایک تحریری پرچہ ہوا۔ آخری اجلاس نماز جمعہ سے قبل شروع ہو۔ جس میں مرکزی نمائندہ نے بھی خطاب کیا۔ آخر پر مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے تقسیم انعامات کے بعد اختتامی خطاب کیا۔ حاضری 2000 افراد

ضلع میر پور (آزاد کشمیر)

ضلع میر پور (آزاد کشمیر) کا گیارھواں دو روزہ سالانہ تربیتی اجتماع 29۔ 30۔ اپریل 93ء منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع نے کیا۔ خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجتماع میں مرکزی وفد کے ارکان اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے خطاب کیا۔ بعدہ مجلس سوال و جواب ہوئی۔

دوسرے دن کی کارروائی نماز فجر سے شروع ہوئی۔ ناشتہ کے بعد ذہانت و معلومات کا تحریری پرچہ ہوا۔ اختتامی اجلاس سے مکرم مربی صاحب میر پور نے خطاب کیا۔

ضلع لاہور

ضلع لاہور کا سالانہ تربیتی اجتماع یکم مئی بروز اتوار منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع نے کیا۔ پھر مجلس سوال و جواب ہوئی۔ جس میں تین مرکزی نمائندگان نے سوالات کے جواب دیے۔ بعد ازاں آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تقسیم انعامات کے بعد اختتامی خطاب مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے کیا۔ 36 مجالس میں سے 34 مجالس حاضر تھیں۔ حاضر خدام 1250۔ دیہاتی مجالس کا پروگرام قبل ازیں 9۔ اپریل کو منعقد ہوا تھا جس کی کل حاضری 213 تھی۔

ضلع سرگودھا

ماہ مئی 93ء میں ضلع سرگودھا میں 5 حلقہ جاتی اجتماعات ہوئے جس کے لئے سارے ضلع کو 5 حلقہ جات میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اجتماعات کا افتتاح مکرم قائد صاحب ضلع یا ان کے نمائندے کرتے رہے۔ مرکزی نمائندگان و مربیان کرام نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔ مجالس سوال و جواب بھی منعقد ہوئیں۔

بقیہ صفحہ 18 پر

اخبارِ مجالس

مختصر رپورٹ اجتماعات خدام الاحمدیہ

(مرتبہ: مہتمم صاحب تربیت)

علاقہ فیصل آباد و ضلع جھنگ

علاقہ فیصل آباد و ضلع جھنگ کا مشترکہ اجتماع مورخہ 18-19 فروری 1993ء منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس سے نمائندہ مرکز نے خطاب کیا۔ بعدہ خدام و اطفال کے ورزشی و علمی مقابلہ جات ہوئے۔ دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز نوافل سے ہوا۔ نماز فجر و درس کے بعد اجتماعی ورزش و اجتماعی سیر کا پروگرام ہوا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان نے کی۔ آپ نے اختتامی خطاب سے قبل علمی و ورزشی مقابلہ جات کے انعامات تقسیم کئے۔ دعا سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس اجتماع میں 15 مہمانوں کے علاوہ اطفال، خدام، انصار و لجنات کی کل حاضری 717 تھی۔

ضلع سکھر

ضلع سکھر کا سالانہ اجتماع 15-16 اپریل 1993ء بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی خطاب مکرم امیر صاحب ضلع نے کیا۔ رات کو علمی مقابلہ جات کے علاوہ مجلس سوال و جواب بھی ہوئی۔ دوسرے دن کی کارروائی نوافل سے شروع ہوئی۔ درس کے بعد ناشتہ دیا گیا۔ بعدہ ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ آخری اجلاس میں مرکزی نمائندہ نے تقسیم انعامات کی اور اختتامی خطاب کیا۔ نماز جمعہ سے قبل دعا سے یہ اجتماع انجام پذیر ہوا۔ حاضری خدام 33 اطفال 25 انصار 7 لجنات 17 مہمان 3

مجلس L-6/11 ضلع خانیوال

مجلس ھذا کا یک روزہ سالانہ اجتماع 23 اپریل 93ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح نوافل سے ہوا۔ خدام و اطفال کے علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد اختتامی اجلاس ہوا۔ حاضری خدام 40۔ اطفال 20

مجلس ساہیوال شہر

مجلس ہذا کا سالانہ یک روزہ اجتماع مورخہ 16۔ اپریل 93ء بروز جمعہ منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس سے مکرم مربی صاحب شہر نے خطاب کیا۔ بعدہ علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد آخری اجلاس ہوا۔ مکرم امیر

از ٹائیٹل ص ۲

یہ خیال بار بار ابھرتا رہا کہ کیوں نہ الفضل کا ایک عالمگیر متبادل جاری کیا جائے۔ مزید اس خیال کو اس وجہ سے بھی مزید تقویت پہنچی کہ محض الفضل کی آزادی تحریر پر ہی پابندی نہیں تھی بلکہ اشاعت کی راہ میں از راہ شرارت بار بار روکیں ڈالی جاتی رہیں۔ چنانچہ جس طرح بے باک احق گو "ہفتہ وار لاہور" کے ساتھ مستقلاً یہ سلوک جاری رہا کہ نامعلوم بے چہرہ اداروں کی طرف سے ڈاکخانوں سے بنڈل کے بنڈل غائب کر دیئے جاتے تھے اور اب بھی کم و بیش یہ سلسلہ جاری ہے ویسا ہی کچھ معاملہ الفضل سے بھی گاہے بگاہے ہوتا رہا جس کی وجہ سے اچانک اخبار کی ترسیل میں خلا پیدا ہونا عالمگیر قارئین کے لئے مزید اذیت کا موجب بنتا رہا۔ یہ وہ پس منظر ہے جس نے بالآخر الفضل کی عالمگیر اشاعت کی ضرورت اور خواہش کو حقیقت کا روپ عطا کر دیا۔

تاریخی ریکارڈ کے طور پر مختصراً یہ بیان کرنا مناسب ہو گا کہ الفضل کے عالمگیر اجراء کے لئے پہلے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے درج ذیل ممبران تھے۔

۱۔ مکرم مولانا بشیراحمد خان صاحب رفیق
۲۔ مکرم نصیراحمد صاحب قمر
۳۔ مکرم منیراحمد صاحب جاوید
۴۔ مکرم عبد الماجد طاہر صاحب
۵۔ مکرم صفدر حسین عباسی صاحب
۶۔ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب
۷۔ مکرم خلیل الرحمان ملک صاحب
مکرم سعید احمد جسوال صاحب

اس کمیٹی نے لمبے عرصہ تک بڑی محنت سے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غور و خوض کیا اور ساتھ ساتھ مجھے مطلع رکھ کر ہدایات لی جاتی رہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممنون ہوں آپ بھی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ انہوں نے ماشاء اللہ بہت عمدہ کام کیا ہے۔ اب جبکہ سارے انتظامات تقریباً مکمل ہیں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آئندہ صدر کمیٹی مکرم رشید احمد صاحب چوہدری کو پہلا مدیر اعلیٰ مقرر کیا جائے اور ان کے ساتھ مکرم منیر احمد صاحب جاوید اور مکرم عبد الماجد طاہر صاحب کو بطور نائب مدیر خدمت کا موقعہ دیا جائے۔ مینیجمنٹ کی نگرانی ایڈیشنل وکیل تصنیف مکرم بشیراحمد خان صاحب رفیق کے سپرد کی گئی ہے۔ الفضل انٹرنیشنل بلاناغہ ہفتہ وار جاری کرنے میں ابھی کچھ اور وقت لگے گا لیکن اس کا ایک نمونہ پہلے پرچہ کے طور پر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک معین ہفتے کے الفضل کی اہم خبروں، دلچسپ مضامین اور منظوم کلام پر مشتمل ہے۔ مزید برآں جماعت کی بین الاقوامی اہمیت کی خبروں کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے اس معین عرصہ کے الفضل میں شائع نہیں ہو سکیں۔ تجویز یہ ہے کہ آئندہ انشاء اللہ بعض مستقل عناوین کے تابع اس میں مزید مقالہ جات اور مضامین بھی شامل کئے جاتے رہیں گے تاکہ بعینہٖ پاکستان کے الفضل کی نقالی نہ ہو بلکہ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہ پہلا نمونہ احباب کی خدمت میں صرف دعا کی تحریک کے ساتھ پیش ہے۔
جہاں کمیٹی کے ممبران کا شکریہ ادا کیا گیا ہے وہاں مکرم نعیم عثمان صاحب کا نام بھی شامل ہونا چاہئے جنہوں نے اشتہارات کے حصول کے ذریعہ الفضل انٹرنیشنل کے اس پرچے کی قابل قدر خدمت سرانجام دی اور صرف احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ جماعت سے باہر دوسرے تجارتی اداروں سے بھی اشتہار حاصل کئے۔ امید ہے کہ جماعت کے دیگر احباب بھی الفضل انٹرنیشنل کی خدمت سے گریز نہیں کریں گے۔

خدا کرے یہ اخبار نہ صرف کامیابی سے جاری رہے بلکہ بیش از پیش ترقی کرتا ہوا ہفتہ وار کی بجائے روزنامہ میں تبدیل ہو جائے لیکن ابھی اس سفر میں بہت سے اہم مراحل اور بھی طے کرنے ہونگے۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کو الفضل کا یہ نیا دور مبارک ہو۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

لندن۔ ۲۲ جولائی ۱۹۹۴ء

Monthly **KHALID** Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* September 1993